ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

9

www.tanzeem.org

26فروری تا4مارچ2013ء/14تا20ربیع الثانی1434ھ

اس شمارے میں

کوئٹہ پھر لہولہان!

مسلمانوں کے لیے راہِ عمل

احیائے اُمت کی تیاری

ویلنٹائن ڈے اور اسلامی تعلیمات

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ

غلامی نسواں، اسرائیل اور سیکولر میڈیا

اسلام اور سیاسی قوت

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

اپنی حیثیت پہچانئے!

ایک بندۂ مومن پر اس کا مقام اچھی طرح واضح ہونا چاہیے۔ وہ جانے کہ خدا کی اس زمین پر وہ کس حیثیت سے موجود ہے؟ اسے یاد رہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اس نے اپنی کیا پوزیشن قبول کر رکھی ہے؟ اس مقام اور اس حیثیت کی تعیین کے لئے فرمایا: ''بے شک اللہ نے مومنوں سے خرید لیا ہے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو جنت کے عوض۔'' (توبہ:111) معلوم ہوا کہ مومن کی حیثیت یہ قرار پا چکی ہے، بلکہ اس نے ایمان لا کر از خود اپنی اس حیثیت کا پختہ اقرار کر رکھا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ تھا اس نے وہ سب اللہ کے ہاتھوں بیچ دیا ہے۔ اس کی جان، اس کا مال، اس کی قوتیں، اس کے اوقات، اس کی آرزوئیں، اس کی مسرتیں، غرض اس کی ایک ایک چیز اللہ کی ہو چکی ہے۔ اور اس وقت اگر اس کے پاس یہ چیزیں موجود ہیں تو اس کی مِلک کی حیثیت سے نہیں، بلکہ امانت کی حیثیت سے موجود ہیں۔ خریدنے والے نے اس کے پاس انہیں صرف اس لئے رکھ چھوڑا ہے کہ وہ انہیں چندے حفاظت سے رکھے، اِن میں نہ خود اپنی طرف سے کوئی تصرف کرے، نہ کسی اور کو کرنے دے، اور صرف یہ دیکھتا رہے کہ ان کا خریدنے والا، انہیں اس کے پاس ودیعت رکھ چھوڑنے والا اور ان کا اصل مالک ان میں سے جو چیز جب بھی طلب کرے پوری دیانتداری سے وہ اسے اس کی خدمت میں حاضر کر دے، اور دل میں بھنچنے کے بجائے اس میں ایک اطمینان سا محسوس کرے، کہ ایک امانت کا حق ادا ہو گیا اور اس کا ذمہ سر سے اتر گیا، نہ یہ کہ اس طلبی پر دل تنگ ہو، ٹال مٹول کرے، اور حق امانت ادا بھی کر دے تو اس پر اندر ہی اندر کڑھے، بے چین ہو، ایسا محسوس کرے جیسے اس کی اپنی کوئی چیز چھین لی گئی۔ جو شخص اپنی اس حیثیت کا جتنا ہی زیادہ شناسا ہو گا وہ راہ حق کی آزمائشوں میں اتنا ہی زیادہ مضبوط اور ثابت قدم رہے گا۔

اساس دین کی تعمیر

صدرالدین اصلاحی

سورۃ یوسف

(آیات: 101 تا 106)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ
مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝١٠١ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَهُمْ یَمْكُرُوْنَ ۝١٠٢ وَمَاۤ اَكْثَرُ
النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝١٠٣ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝١٠٤ وَكَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝١٠٥ وَمَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝١٠٦

آیت 101 ﴿رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ﴾ ”اے میرے ربّ! تو نے مجھے حکومت بھی عطا کی ہے اور مجھے خوابوں کی تعبیر (یا معاملہ فہمی) کا علم بھی سکھایا ہے۔“

﴿فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ﴾ ”اے وہ ہستی جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے‘ تو ہی میرا کارساز ہے‘ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔“

﴿تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝١٠١﴾ ”مجھے وفات دیجیو فرمانبرداری کی حالت میں اور مجھے شامل کر دیجیو اپنے صالح بندوں میں۔“

آیت 102 ﴿ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ﴾ ”یہ ہے غیب کی خبروں میں سے جو ہم وحی کرتے ہیں (اے محمد ﷺ) آپ کی طرف۔“

﴿وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَهُمْ یَمْكُرُوْنَ ۝١٠٢﴾ ”اور آپ اُن کے پاس موجود نہیں تھے جب انہوں نے اتفاقِ رائے کیا تھا اپنے معاملے پر اور جب وہ لوگ سازش کر رہے تھے۔“

آیت 103 ﴿وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝١٠٣﴾ ”اور بہت سے لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں‘ چاہے آپ کتنی ہی خواہش رکھیں۔“

ان منکرینِ حق نے اپنی طرف سے ایک سوال کیا تھا‘ ہم نے اس کا مفصل جواب دے دیا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس قدر عمدہ اور خوبصورت جواب پا کر وہ لوگ ایمان بھی لے آئیں گے۔ نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ ان میں سے اکثر لوگ آپ ﷺ کی شدید خواہش کے باوجود بھی ایمان نہیں لائیں گے۔

آیت 104 ﴿وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝١٠٤﴾ ”اور (اے نبی ﷺ!) آپ اس پر ان سے کوئی اجر تو نہیں مانگ رہے‘ یہ (قرآن) تو تمام جہان والوں کے لیے ایک یاددہانی ہے۔“

آیت 105 ﴿وَكَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝١٠٥﴾ ”اور کتنی ہی نشانیاں ہیں آسمانوں اور زمین میں جن پر سے یہ گزرتے رہتے ہیں‘ لیکن یہ اُن سے اعراض ہی کرتے ہیں۔“

یہ لوگ زمین و آسمان کی وسعتوں میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار نشانیوں کو بار بار دیکھتے ہیں مگر کبھی ان پر غور کر کے سبق حاصل نہیں کرتے۔

آیت 106 ﴿وَمَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝١٠٦﴾ ”اور ان میں اکثر لوگ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر اس طرح کہ (کسی نہ کسی نوع کا) شرک بھی کرتے ہیں۔“

یہ آیت ہمارے لیے بہت زیادہ لائقِ توجہ ہے اور ہم سب کو اس پر بہت غور و خوض کرنے کی ضرورت ہے۔ شرک کا معاملہ ان لوگوں کا تو بالکل واضح ہے جو ایک اللہ کے ساتھ بے شمار دوسرے معبودوں پر ایمان رکھتے ہیں اور مختلف ناموں سے اُن کی پوجا کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ خود کو موحد سمجھتے ہیں اور اپنے خیال میں وہ امکانی حد تک موحد ہوتے بھی ہیں‘ بسا اوقات غیر شعوری طور پر وہ بھی کسی نہ کسی نوع کے شرک میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ اس صورتِ حال کو سمجھنے کے لیے بڑی گہری بصیرت کی ضرورت ہے‘ اور ایسی بصیرت اور ایسا علم حاصل کرنا ہر صاحبِ شعور مسلمان پر فرض ہے‘ تا کہ وہ خود کو اس مہلک اور تباہ کن گناہ سے بچا سکے۔

شرک کو قرآن مجید میں بدترین گناہ اور سب سے بڑا جرم قرار دیا گیا ہے۔ اس گناہ کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ سورۃ النساء میں وہ آیت (47 اور 112) دو مرتبہ آئی ہے جس میں شرک کا ارتکاب کرنے والے فرد کے لیے معافی اور مغفرت کے کسی بھی امکان کو سختی سے رد کر دیا گیا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ﴾ - اس اعتبار سے میں یہاں پر ایک دفعہ پھر ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ”حقیقت و اقسامِ شرک“ کے موضوع پر میری چھ گھنٹے کی تقاریر کی ریکارڈنگ آپ ضرور سنیں (اب اسی نام سے کتاب بھی دستیاب ہے‘ جس کا مطالعہ کر لیں) اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ شرک کی حقیقت اور اس کی اقسام کیا ہیں؟ ماضی میں شرک کی کیا صورتیں تھیں اور آج کے دور کا سب سے بڑا شرک کون سا ہے؟ شرک فی الذات کیا ہے؟ شرک فی الصفات کیا ہے؟ شرک فی الحقوق کیا ہے؟ نظریاتی شرک کیا ہے؟ سائنس میں یہ شرک کس طور سے آیا ہے؟ قوم پرستی‘ مادہ پرستی‘ نفس پرستی اور دولت پرستی کس اعتبار سے شرک کے زمرے میں آتی ہے؟ کون کون سے بڑے شرک ہیں جن میں آج ہمارے ملوث ہونے کا امکان ہے؟ شرک کے بارے میں یہ تمام تفصیلات جاننا ایک بندۂ مسلمان کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کوئٹہ پھر لہولہان

پاکستان کے جغرافیائی لحاظ سے سب سے بڑے صوبہ بلوچستان کا دارالحکومت کوئٹہ ایک مرتبہ پھر دہشت گردوں کی درندگی کا شکار ہوا ہے۔ ایک مرتبہ پھر ہزارہ کمیونٹی کے اہل تشیع نشانہ پر تھے۔ کیرانی روڈ کوئٹہ میں ایک مارکیٹ جہاں ہزارہ کمیونٹی کی دکانیں تھیں، ان سے ایک واٹر ٹینکر جس میں 800 کلوگرام سے 1000 کلوگرام تک بارود بھرا ہوا تھا ٹکرا دیا گیا، جس سے آخری خبریں آنے تک 91 افراد جاں بحق ہو چکے ہیں، اور ایک اندازے کے مطابق 200 افراد زخمی ہیں۔ 35 دن کے وقفہ کے ساتھ کوئٹہ میں یہ دوسرا حادثہ تھا۔ پہلے حادثہ کے بعد مرنے والوں کے ورثاء لاشوں کو کفنانے کے بعد دفنانے کی بجائے سڑک پر لے آئے تھے اور انہوں نے سڑک پر لاشوں کے ساتھ دھرنا دیا۔ صوبائی حکومت کو معطل کرنے‘ گورنر راج نافذ کرنے اور ملزموں کو فوراً گرفتار کرنے کے مطالبات مرکزی حکومت کے سامنے رکھے گئے جو قبول کر لیے گئے، لہٰذا دھرنا ختم کر دیا گیا اور لاشیں دفنا دی گئیں۔ لیکن مرکزی حکومت نے اپنے معمول کے رویے کو برقرار رکھا یعنی مطالبات تسلیم کر کے وقتی اور ہنگامی صورتحال سے نمٹ لو اور بعد ازاں اپنی روایتی غفلت، بے پروائی، لاتعلقی اور غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کیا۔ لہٰذا گورنر راج تو نافذ کر دیا گیا لیکن گورنر راج کے نفاذ سے مرکزی حکومت کی ذمہ داریوں میں جو اضافہ ہو گیا تھا اور اپنے شہریوں کی حفاظت کے لیے سنجیدگی سے جن اقدام کی ضرورت تھی اس حوالہ سے کوئی ایک قدم بھی نہ اٹھایا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بے خوف دہشت گردوں نے پہلے سے زیادہ زوردار اور کھلے انداز میں خون کی ہولی کھیلی۔ یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ بارود سے بھرا ہوا یہ واٹر ٹینکر ایک ایف سی اور ایک پولیس چیک پوسٹ سے گزر کر آیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ واٹر ٹینکر حاصل کر کے اسے بارود سے بھرنا اور پھر اپنے ٹارگٹ پر دے مارنا اس میں وسائل‘ ٹیکنالوجی، ایک مناسب تعداد میں افراد اور اچھی خاصی بڑی جگہ درکار ہے۔ کیا یہ سب کچھ کرنے والے لوگوں نے سلیمانی ٹوپی پہنی ہوئی تھی کہ وہ کسی کو نظر نہ آئے۔ صوبائی اور مرکزی حکومت اور اس کے بے شمار ادارے جن میں خفیہ ایجنسیاں بھی شامل ہیں ان کی ذمہ داری کیا ہے؟ یہ سفید ہاتھی ہم نے کیوں پال رکھے ہیں۔؟

ہماری پختہ رائے ہے کہ اس دہشت گردی کے ڈانڈے بیرونی عناصر سے ملتے ہیں۔ اگرچہ ان بیرونی عناصر کو افرادی قوت اندرون ملک سے ہی حاصل ہوتی ہے لیکن مالی وسائل‘ خفیہ اطلاعات اور ٹیکنالوجی بیرونی عناصر نے ہی فراہم کی ہوگی۔ لہٰذا ہماری خفیہ ایجنسیوں کو دو قسم کے امور سرانجام دینے چاہئیں: اولاً بیرونی امداد کو روکنا اور ثانیاً مقامی افراد کو گرفت میں لانا اور انہیں ان کے منطقی انجام تک پہنچانا۔ یہ بیرونی عناصر کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔ عالمی سطح پر پاکستان اور اسلام کے خلاف ایک اتحاد ثلاثہ ایک عرصہ سے وجود میں آ چکا ہے جو امریکہ‘ اسرائیل اور بھارت پر مشتمل ہے۔ ہمیں رتی بھر شبہ نہیں کہ صرف کوئٹہ اور بلوچستان میں نہیں بلکہ پاکستان بھر میں دہشت گردی اور تخریب کاری کی کارروائیوں میں ’سی آئی اے‘ را‘ اور ’موساد‘ جو اس اتحاد ثلاثہ کی خفیہ ایجنسیاں ہیں مکمل طور پر ملوث ہیں۔ البتہ یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ نائن الیون کے بعد پاکستان میں قائم ہونے والی پرویز مشرف اور زرداری کی حکومتیں اگر چوکس اور مخلص ہوتیں‘ عوام کے جان و مال کے تحفظ کے حوالہ سے سنجیدہ ہوتیں تو ان پاکستان اور اسلام دشمن ممالک کے لیے ممکن نہ تھا کہ پاکستان کو اتنا شدید جانی اور مالی نقصان پہنچا سکتے۔ پرویز مشرف کی آمریت اور صدر زرداری کی مفاہمتی جمہوری حکومت کو محفوظ بنانے کے لیے امریکی حمایت اور پشت پناہی کی ضرورت تھی۔ لہٰذا ان دونوں نے اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لیے عوام کے جان و مال اور پاکستان کی سلامتی کا سودا کر لیا۔ پرویز مشرف نے 2004ء میں فاٹا اور قبائلی علاقے کو اپنی ہی خفیہ ایجنسی کے لیے نوگو ایریا بنا دیا اور سی آئی اے

تا خلافت کی بنا‘ دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان‘ نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: **اقتدار احمد** مرحوم

26 فروری تا 4 مارچ 2013ء — جلد 22
14 تا 20 ربیع الثانی 1434ھ — شمارہ 9

مدیر مسئول: **حافظ عاکف سعید**

مدیر: **ایوب بیگ مرزا**

نائب مدیر: **محبوب الحق عاجز**

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد‘ **طابع:** رشید احمد چودھر
مطبع: مکتبہ جدید پریس‘ ریلوے روڈ‘ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے‘ علامہ اقبال روڈ‘ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے‘ ماڈل ٹاؤن‘ لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا------------------ (2000 روپے)
یورپ‘ ایشیا‘ افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ‘ کینیڈا‘ آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ‘ منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کو وہاں کھلی چھوٹ دے دی۔ حسین احمد حقانی نے جو امریکہ میں زرداری حکومت کے سفیر تھے پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں سے کلیئرنس حاصل کیے بغیر ایک رات میں سینکڑوں ویزے جاری کر دیے، جس سے سینکڑوں ریمنڈ ڈیوس پاکستان میں داخل ہوگئے۔

یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ ان تینوں ممالک کو پاکستان سے کیا دشمنی ہے؟ جہاں تک بھارت کا تعلق ہے اس کی دشمنی کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ وہ پاکستان کا ازلی اور ابدی دشمن ہے۔ اسرائیل پاکستان کا نظریاتی دشمن ہے۔ اگرچہ پاکستان نظریاتی لحاظ سے ریاستی سطح پر منحرف ہو چکا ہے اور مکمل طور پر پسپائی اختیار کر چکا ہے اور پاکستان کے صحافیوں، دانشوروں اور سرکاری اہلکاروں کی ایک بڑی تعداد نظریہ پاکستان سے لاتعلقی ہی نہیں دشمنی کا اظہار بھی کرتی ہے، لیکن اس کے باوجود اسرائیل اب بھی کسی نہ کسی سطح پر اسے اپنے لیے سنجیدہ مسئلہ سمجھتا ہے۔ اس وقت امریکہ اور اسرائیل کی دشمنی پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کی وجہ سے ہے۔ اسرائیل اس سے خود کو غیر محفوظ سمجھتا ہے۔ امریکہ اشتراکیت کو شکست فاش دینے کے بعد اسلامی نظریاتی مملکت کو اپنی سرمایہ دارانہ جمہوریت کے لیے اصل خطرہ سمجھتا ہے۔ اسی لیے افغانستان میں ملا محمد عمر کی حکومت کو جلد بازی میں ختم کر دیا گیا۔ پاکستان اگرچہ اسلامی راہ سے دور دور ہے لیکن ایٹمی طاقت بن چکا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اسلامی سوچ کا حامل کوئی شخص غیر متوقع طور پر برسر اقتدار آ جائے جو ایٹمی قوت کو اسلام کے دفاع کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کرے، لہٰذا حفظ ماتقدم کے طور پر کوشش کی جا رہی ہے کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت ختم کر دی جائے۔ ایک عرصہ پہلے بھارت کی یہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ کسی کھلم کھلا اقدام سے پاکستان کی ایٹمی صلاحیت ختم کر دے۔ اسرائیل کی رہنمائی میں بہت سے پروگرام بنائے گئے، جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ بہرحال اللہ نے اپنے فضل سے ہر کوشش کو ناکام بنا دیا۔ بیسویں صدی کے آخر تک یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ کسی کھلم کھلا کارروائی سے پاکستان کی ایٹمی صلاحیت ختم نہیں کی جا سکتی۔ لہٰذا نائن الیون کا ڈراما جن وسیع مقاصد کے حصول کے لیے رچایا گیا تھا ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ پاکستان کی بغل میں بیٹھ کر ایسی کارروائیاں کی جائیں کہ پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کر دیا جائے اور جس طرح سوویت یونین کو شکست و ریخت سے دوچار کیا گیا ہے پاکستان کو بھی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا جائے، تاکہ اصل مقصد کو حاصل کیا جا سکے۔ یہ دہشت گردی، یہ تخریب کاری اور پاکستان میں کرپشن کو پروموٹ کر کے اسے معاشی طور لاغر اور کمزور کر دینا سب کچھ اس اسٹریٹیجی کا حصہ ہے۔ پرویز مشرف نے جس طرح امریکہ کو پاکستان میں مداخلت کے مواقع فراہم کیے اور آصف زرداری نے اندھا دھند انداز میں امریکہ کی غلامی اختیار کی، آج ہم اس کا نتیجہ بھگت رہے ہیں۔

ہمارا طے شدہ اصول ہے کہ اگر کوئی فرد ادارہ یا حکومت کوئی ایک کام بھی اچھا سرانجام دے تو ہم اُن کے بُرے کاموں پر بھرپور تنقید کے ساتھ ساتھ اس ایک اچھے کام کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آصف زرداری کی حکومت نے جاتے جاتے جو دو اچھے کام کیے ہیں ان کا ذکر لازم ہے: (1) گوادر پورٹ کا چین کے حوالے کرنا (2) ایران سے گیس پائپ لائن معاہدہ کرنا۔ اس میں سے پہلے کام پر تو مکمل طور پر عمل درآمد ہو چکا ہے اور چین نے گوادر کی بندرگاہ کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا ہے، البتہ گیس پائپ لائن کا معاہدہ ابھی حتمی نہیں ہو سکا۔ تاہم یہ معاہدہ بھی ہوگا، ان شاء اللہ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کوئٹہ میں 35 دن کے وقفہ کے ساتھ جو انسانوں کا قتل عام ہوا ہے وہ پاکستانی حکومت کے ان دو کاموں کے خلاف اتحاد ثلاثہ کا ردعمل بھی ہو سکتا ہے۔ یہ دونوں امور اگر اپنے نتائج برآمد کرنے لگے تو پاکستان کی معیشت مضبوط ہوسکتی ہے اور کون نہیں جانتا کہ آج کے دور میں کسی ملک کے دفاع کے لیے اس کا معاشی طور پر مضبوط ہونا کس قدر ضروری اور ناگزیر ہے۔ معیشت کی مضبوطی اور جغرافیائی سلامتی کا چولی دامن کا ساتھ سمجھا جاتا ہے۔ کوئٹہ میں اہل تشیع کا قتل عام ایران کی ناراضی کا باعث بن سکتا ہے۔ ایران اور پاکستان کے مابین کشیدگی سے جہاں گیس پائپ لائن معاہدہ کھٹائی میں پڑ سکتا ہے وہاں یہ افغانستان کی صورتحال کو بھارت کے حق میں کرنے کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ ایک اہم نکتہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کوئٹہ میں اہل تشیع کے قتل عام کے باوجود پاکستان بھر میں عوامی سطح پر سنی شیعہ کشیدگی کے قطعی طور پر کوئی اثرات اور امکانات نہیں ہیں۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ کوئی تیسری قوت اس قتل عام میں ملوث ہے۔ بعض شیعہ لیڈران کی طرف سے یہ بیانات کہ ہم امریکہ کو اس قتل عام کا ذمہ دار سمجھتے ہیں بالکل درست معلوم ہوتے ہیں۔ بہرحال اگر حکومت سمیت ہم میں سے ہر شخص نے اتحاد ثلاثہ کے ان حملوں کو ناکام بنانا اپنی ذمہ داری نہ سمجھا تو ہمارے پاس پچھتانے کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

مسلمان کا زوال

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فقر سے ہے میسر تونگری سے نہیں!
اگر جواں ہوں مری قوم کے جسُور و غیور
قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں!
سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں
اگر جہاں میں مرا جوہر آشکار ہوا
قلندری سے ہوا ہے، تونگری سے نہیں!

مسلمانوں کے لئے راہِ عمل

سورۃ الحج کی آیات 77، 78 کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 15 فروری 2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ الحج کی آیت 77 کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد]

حضرات! سورۃ الحج کا آخری رکوع ہمارے زیرِ مطالعہ ہے۔ اس کی آیات 73 تا 76 کا مطالعہ ہم کر چکے ہیں۔ ان آیات میں مکی قرآن کے اساسی مضامین (توحید، رسالت، اور آخرت پر ایمان لانے کی دعوت) کا خلاصہ آیا ہے۔ آیت 77 سے آخر تک جو آیات آ رہی ہیں ان میں مدنی قرآن کی دعوت کا خلاصہ ہے۔ یعنی جب توحید باری تعالیٰ کو دل و زبان سے قبول کر لیا، محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا آخری نبی اور رسول مان لیا، آخرت پر ایمان لے آئے تو اب یہ نہیں کہ بیڑا پار ہے۔ اب جیسے چاہیں عمل کریں۔ نہیں، بلکہ ایمان لائے ہو تو اب اس کے مطابق زندگی کا پورا نقشہ بدلنا ہوگا۔ فکر و عمل میں اب زمین و آسمان کا فرق واضح ہو جانا چاہیے۔ ان آیات میں اہل ایمان کو بتایا جا رہا ہے کہ ایمان لانے کے بعد تمہیں کیا کرنا ہے۔ یہ مضمون ہمارے لیے خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اس لئے کہ ہمارے ہاں تصور یہ ہے کہ ایک مسلمان پر تو بس پانچ فرائض ہیں اور بس!۔ ان میں سے ایک تو کلمۂ طیبہ ہے، جس کے ذریعے آدمی اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ اس کے بعد چار فرائض نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہیں۔ ان میں سے بھی حج سب پر فرض نہیں ہے، زکوٰۃ بھی صاحب نصاب پر فرض ہے۔ لے دے کے دو فرائض رہ گئے: نماز اور روزہ۔ ان کے بارے میں بھی عام تصور یہ ہے کہ ہمیں ان کی پابندی کی ضرورت نہیں۔ اگر کسی نے نماز روزہ کر لیا تو یہ اُس نے اضافی کام کیا۔ یہ نہ کرے بھی تو کوئی حرج نہیں۔ اس لئے کہ ہم بخشے بخشائے ہیں۔

خوار ہیں، بدکار ہیں، ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہیں آخر تیرے محبوبؐ کی اُمت میں ہیں

ہم جب محبوب رب العالمین کی اُمت میں سے ہیں تو بخشے بخشائے ہیں۔ آپؐ ہماری شفاعت فرمالیں گے۔ بس کسی صاحب قبر کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ، کہیں نذر و نیاز دے دو تو کوئی تمہیں بچالے گا۔ لہٰذا عمل کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم چاہے سارے کام وہ کرو جو غیر مسلم، مشرک کافر کرتے ہیں، بس زبان سے کلمہ پڑھ لو، تمہارا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ لہٰذا یہ بات کہ ہم حرام سے بچیں، اللہ کے دین کے لیے وقت لگائیں، عربی سیکھنے کے لیے محنت کریں، قرآن پڑھنے میں وقت صرف کریں، اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ وقت بڑا قیمتی ہے۔ اسے دنیا بنانے میں لگاؤ۔ حقیقت کے اعتبار سے دین کے بارے میں آج کا عوامی تصور یہی ہے۔ اس کے برعکس قرآن عمل کی دعوت دیتا ہے۔ بقولِ شاعر۔

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اسلام یہ کہتا ہے کہ جب تم نے کلمہ پڑھا ہے تو اب اُس کے بھاری تقاضے بھی تمہیں پورے کرنے ہیں۔ وہ تقاضے پورے کرو گے تو اللہ کے ہاں فلاح پاؤ گے۔ کامیابی اُن تقاضوں کو پورا کرنے سے مشروط ہے۔ انہی دینی تقاضوں اور دینی ذمہ داریوں کا بیان یہاں ہو رہا ہے۔ فرمایا اے لوگو! جو ایمان لے آئے، تم اللہ کی نگاہ میں کامیاب تب ہو گے، اللہ کے منظورِ نظر تب بنو گے جب ان دینی ذمہ داریوں کو ادا کرو گے جو اس نے تم پر ڈالی ہیں، جب بندگی کے تقاضوں کو پورا کرو گے تب اس امتحان میں کامیاب ہو کر فلاح کو پہنچو گے۔ وہ ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ان دینی ذمہ داریوں کی پہلی سطح کی بابت فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا ﴾

''مومنو! رکوع کرتے اور سجدے کرتے رہو۔''

رکوع کرو اور سجدہ کرو یعنی نماز ادا کرو۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ایک مسلمان کا پہلا فرض نماز ہے۔ نماز دین کا ستون ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ اسلام کے اس مرکزی رکن سے بھی ہماری اکثریت غافل ہے۔ چنانچہ ایک سروے کے مطابق پاکستان میں پانچ وقتہ نماز پڑھنے والوں کی شرح صرف 3 فیصد ہے۔ اس کے علاوہ 97 فیصد وہ لوگ ہیں جو پابندی سے نماز نہیں پڑھتے۔

یہاں نماز کا ذکر کر کے گویا ارکان اسلام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ارکان اسلام وہ چیزیں ہیں جو ہر مسلمان کو معلوم ہیں خواہ وہ اُن پر عمل کرے یا نہ کرے۔ ہر آدمی جانتا ہے کہ نماز فرض ہے۔ ماہِ رمضان کے روزے فرض ہیں۔ صاحب استطاعت پر حج فرض ہے۔ صاحب نصاب پر زکوٰۃ فرض ہے۔ یہ ہماری دینی ذمہ داریوں کی پہلی سطح ہے' جس سے ہر آدمی آگاہ ہے' مگر افسوس کہ اس کے بعد کی تین سطحیں تو ہمارے حافظے سے ہی محو ہو گئی ہیں۔ ہمیں اِن کا شعور ہی نہیں رہا۔

دینی ذمہ داریوں کی دوسری سطح کیا ہے؟ فرمایا:

﴿ وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ ﴾

''اپنے رب کی بندگی (غلامی) کرو''۔

بندگی سے کیا مراد ہے؟ بندگی نام ہے اللہ کی کامل اطاعت کا' یعنی جس کام کے کرنے کا اُس نے حکم دیا ہے آدمی اسے انجام دے اور جس سے منع کیا ہے اس سے رک جائے۔ ہم ساری دنیا کو فخر سے بتاتے ہیں کہ ہمارے دین میں زندگی کے ہر گوشے کے لیے رہنمائی موجود ہے' خواہ وہ انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی۔ مگر

کے معاملات ہوں، عدالت کے ہوں، ریاست کے ہوں یا حکومت کے ہوں۔ ہر معاملے میں دین نے ہمیں تعلیمات فراہم کی ہیں۔ یہ تمام احکامات اس لیے ہیں کہ ان تمام پر عمل کیا جائے۔ اسی کا نام بندگی ہے۔

بندگی کا دوسرا جزو محبت ہے۔ لہٰذا اطاعت اسی وقت بندگی کا درجہ حاصل کرے گی جب کہ اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ کارفرما ہو۔ بندۂ مومن کے لئے ضروری ہے کہ اُس کی محبت اور عقیدت کا مرکز ومحور اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہو۔ وہ کامل شعور کے ساتھ یہ یقین رکھتا ہو کہ اللہ ہی میرا مولیٰ اور آقا ہے، وہی میرا محبوب حقیقی ہے، اُسی نے یہ تمام سلسلہ کون ومکان تخلیق کیا ہے اور اس کا نظام چلا رہا ہے۔ اسی نے مجھے زندگی عطا کی ہے۔ وہی میری ضروریات پوری کرتا ہے، مجھے رزق دیتا ہے، میری مشکلات کو دور کرتا ہے، میری حاجات کو پورا کرتا ہے۔ اُسے اللہ کے سامنے سر جھکانے میں لطف آئے۔ محبت کے جذبے سے اللہ کے ہر حکم پر عمل کرنا اُس کی زندگی کا نصب العین بن جائے۔ یہ ہے وہ بندگی جو مطلوب ہے۔ یہ مارے باندھے کی اطاعت نہیں ہے کہ کسی شخص نے کسی کو جبراً غلام بنا لیا ہو اور اب غلام مجبوراً اُس کی اطاعت کر رہا ہو۔ اللہ کی غلامی اور بندگی، رضا و رغبت کے ساتھ مطلوب ہے۔ دنیا میں بھی اچھا غلام وہ ہوتا ہے جو اپنے آقا کا تابع فرمان ہو، اُسے جس چیز کا حکم دیا جائے، اسے مانے اور جس سے روک دیا جائے اس سے رُک جائے، بلکہ اس سے بڑھ کر آئیڈیل غلام وہ ہوتا ہے جو آقا کے مزاج کو سمجھتے ہوئے چشم وابرو کے اشارہ پر عمل کرے۔ اسے کچھ حکم دینے کی بھی ضرورت نہ ہو اور وہ آقا کی رضا کے لیے اپنی جان تک قربان کرنے کے لیے تیار رہے۔ دنیا میں غلامی اور آقائی حقیقی نہیں۔ نہ حقیقی معنوں میں آقا، آقا ہوتا ہے نہ غلام، غلام۔ آقا ایک زبردستی کا آقا ہے اور اُس نے جبراً کسی کو ایک غلام بنا لیا ہے، لیکن اللہ حقیقی معنوں میں آقا ہے اور ہم حقیقی معنوں میں اُس کے غلام ہیں۔ اللہ مولائے حقیقی ہے۔ وہ واقعی آقا ہے۔ وہی تو خالق ہے۔ ہمارا وجود اسی کا عطا کردہ ہے۔ اُسی نے ہمیں شرفِ انسانیت سے نوازا ہے جس پر ہم بڑے اکڑتے ہیں۔ اُسی نے ہمیں صلاحیتیں عطا کیں۔ چنانچہ لازم ہے کہ اس کی غلامی اختیار کی جائے۔ اس نے پورا تفصیلی نظام ہمیں دے دیا ہے۔ یہ بتا دیا کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا، کیا صحیح ہے، کیا غلط ہے؟ کیا جائز ہے، کیا ناجائز ہے؟ ہمیں چاہیے کہ اِس کی پابندی کریں۔ اِسی بات کو قرآن ایک دوسرے انداز سے واضح کرتا ہے۔ جابجا یہ حکم دیا جاتا ہے کہ ''اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ'' اطاعت کرو اللہ کی اور طاعت کرو رسول کی۔ جب تم نے اللہ کو اپنا رب اور اس کے رسول کو رسولِ برحق مان لیا تو اب لازم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اُن کا کہا مانو۔ رسول ﷺ کی اطاعت اصل میں اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ آپؐ کے سچے وفادار تو آپؐ کی چشم وابرو کے منتظر رہتے تھے۔ انہیں تو حکم دینے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی۔ ہاں ایک طبقہ تھا جن پر حضور ﷺ کی اطاعت بھاری گزر رہی تھی، یا اللہ کے احکامات بھاری گزر رہے تھے۔ اس لیے کہ ان کے دلوں میں روگ تھا۔ اندر منافقت کے جراثیم موجود تھے، اور یہ منافقت آگے چل کر بتدریج پختہ تر ہوتی چلی گئی۔ انہیں بطورِ خاص کہا جاتا تھا کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ تم کیسے مسلمان ہو؟ کہتے ہو ہم اللہ کو رب مانتے ہیں مگر اُس کی اطاعت کرنے کے لیے تیار نہیں ہو۔ محمد ﷺ کو اللہ کا رسول اور نمائندہ مانتے ہیں مگر آپؐ کی سنت اور آپؐ کے احکامات پر چلنے کے لیے تیار نہیں ہو۔ یہ کیسا اسلام ہے؟ کون سا ایمان ہے؟ منطقی طور پر اس کا کوئی امکان ہی نہیں ہے کہ کوئی شخص اللہ کو رب اور محمد ﷺ کو رسول مانے اور پھر بھی اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت سے سرتابی کرے۔ کوئی مسلمان ہو کر اطاعت نہیں کر رہا تو اپنے آپ کو فریب دے رہا ہے۔ کوئی شخص کہے کہ میں نے آپ کو اپنا آقا مان لیا، میں آپ کا غلام ہوں اور قدم

پریس ریلیز — حافظ عاکف سعید

15 فروری 2013ء

عوامی نیشنل پارٹی کی طلب کردہ APC کی طالبان سے مذاکرات کی قرارداد دیر آید درست آید کے مصداق انتہائی خوش آئند ہے

لاہور (پ ر) عوامی نیشنل پارٹی کی طلب کردہ APC کی طالبان سے مذاکرات کی قرارداد انتہائی خوش آئند ہے لیکن بہت دیر کی مہرباں آتے آتے۔ یہ تبصرہ تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کیا۔ اُنہوں نے فارسی کے ایک مقولے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ نادان بھی بالآخر وہی کرتا ہے جو دانا کرتا ہے لیکن تباہی و بربادی کے بعد۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے ازلی اور ابدی دشمن بھارت سے تو مذاکرات کرنا فخر سمجھتے ہیں اور ہر وقت مذاکرات کے لیے تیار ہوتے ہیں ایسے میں اپنے مسلمان بھائیوں سے مذاکرات میں کون سی بات حائل تھی۔ حیرت کی بات ہے کہ حکومت جو پانچ سال سے چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ طالبان دہشت گرد ہیں ہم انہیں کچل دیں گے ہم کبھی ان کے سامنے جھکیں گے نہیں اب ان سے مذاکرات کی بھیک مانگ رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ قبائلیوں نے اسلحہ اُٹھانے میں پہل نہیں کی، بلکہ ہم نے امریکی خواہش کی تکمیل کے لیے اُن کے خلاف بے جواز آپریشن کیے۔ اُن پر گولہ باری کی گئی جہازوں کے ذریعے بمباری کی گئی اُن کے گھر مسمار کیے گئے اور جب قبائلیوں نے جوابی کارروائی کی تو ہم نے چیخ و پکار شروع کر دی اُنہوں نے کہا کہ ہر عمل کا ردِعمل ہوتا ہے اور شریعت بھی زیادتی کا بھرپور جواب دینے کی اجازت دیتی ہے لہٰذا اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مذاکرات میں اپنے اختلافات ختم کر لیں اور اِس حوالہ سے کسی بیرونی طاقت کا دباؤ قبول نہ کریں۔

22 فروری 2013ء

گوادر پورٹ چین کے حوالے کرنا اور پاک ایران گیس معاہدہ موجودہ حکومت کے دو اچھے اقدام ہیں

کوئٹہ میں ہزارہ کمیونٹی کے اہلِ تشیع کا قتلِ عام نہایت قابلِ مذمت اور حکومت کی ناکامی کا کھلا ثبوت ہے

لاہور (پ ر) گوادر پورٹ چین کے حوالے کرنا اور پاک ایران گیس معاہدہ موجودہ حکومت کے دو اچھے اقدام ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کوئٹہ میں ہزارہ کمیونٹی کے اہلِ تشیع کے قتلِ عام کی شدید مذمت کی اور اُسے حکومت کی ناکامی قرار دیا۔ اُنہوں نے کہا کہ صرف 35 دن کے وقفہ سے کوئٹہ میں دو مرتبہ خون کی ہولی کھیلی گئی ہے۔ حقیقت میں یہ پاکستان اور ایران کے تعلقات کو کشیدہ کرنے کے لئے ایران پاکستان پائپ لائن معاہدے اور گوادر کی بندرگاہ چین کو لیز پر دینے پر پاکستان کے دشمنوں کا ردِعمل بھی ہو سکتا ہے۔ انہوں نے ان خبروں پر تشویش کا اظہار کیا کہ بارود سے لدا ہوا واٹر ٹینکر ایف سی اور پولیس چیک پوسٹ سے گزر کر اپنے ٹارگٹ تک پہنچا۔ یہ بات اِس طرف اشارہ کرتی ہے کہ بعض قوم اور ملت فروش سرکاری اہلکار پاکستان کے دشمنوں سے تعاون کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ اس کی مکمل تحقیقات ہونی چاہیے اور جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو قرارِ واقعی سزا ملنی چاہیے۔ اُنہوں نے کہا کہ ملک کو غیر ملکی جاسوسوں اور ایجنٹوں سے پاک کرنے کے لئے ایک زبردست مہم چلائی جائے تا کہ ایسے ہولناک واقعات کا تدارک ہو سکے۔

(جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

قدم پر آپ کی نافرمانی کرے، آپ کے دشمنوں کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھائے، ان کے ایجنڈے کو آگے بڑھائے تو آپ احمق ہی ہوں گے جو اس کی اس بات کو سچ تسلیم کریں گے۔ تو آقائے حقیقی کے بندے ہونے کے باوجود اگر ہم اُس کی بندگی کی بجائے بے وفائی وغداری کی روش اپنائیں تو اُس کی بارگاہ میں کیونکر سچے بندے تصور ہوں گے۔ بہرکیف جب ہم اللہ کی بندگی کی بات کرتے ہیں تو اس میں دو چیزیں شامل ہوتی ہیں ایک اُس کی اطاعت اور دوسری محبت۔ یہ دونوں چیزیں ملتی ہیں تو عبادت بنتی ہیں۔

دینی ذمہ داریوں کی تیسری سطح کیا ہے؟ فرمایا:

﴿وَافْعَلُوا الْخَيْرَ﴾

"اور نیکی (اور خیر) کے کام کرو"۔

خیر کے کاموں میں بہت سے امور آتے ہیں۔ یہاں اس سے مراد خدمت خلق ہے۔ یعنی دوسروں کے کام آنا، کسی کو تکلیف میں دیکھ کر اُس کی تکلیف کو رفع کرنا، اُس کے لئے بھاگ دوڑ کرنا۔ یہاں یہ بات بھی واضح کر دی جائے کہ خدمت خلق کے کام دینی ذمہ داریوں کی پہلی دو سطحوں کا متبادل نہیں ہو سکتے۔ یعنی ارکان اسلام کی پابندی ہر مسلمان پر لازم ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ پوری زندگی میں اللہ کی بندگی کرے۔ ہاں ان کے ساتھ ساتھ خیر وبھلائی کے کام کیے جائیں۔ خدمت خلق کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ نہ ارکان اسلام کی پابندی کریں اور نہ حلال وحرام کی تمیز کو روا رکھیں۔ ہاں اللہ کو خوش کرنے کے لیے کہیں تھوڑا بہت صدقہ وخیرات کر دیں، کوئی ہسپتال بنا دیں اور کبھی عمرہ کر دیں اور پھر ساری دینی ذمہ داریوں سے غافل ہو جائیں کہ (نعوذ باللہ) ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ طرز عمل خود فریبی ہے۔ اقبال نے اسی بارے میں کہا تھا

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا، خدا فریبی کہ خود فریبی؟
عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

اسلام یہ کہتا ہے کہ نیکی کے کاموں میں آگے بڑھو۔ جب تمہاری اصل منزل آخرت ہے تو پھر دنیا میں تمہارے اوقات اور تمہاری صلاحیتوں کا اعلیٰ ترین مصرف یہ ہونا چاہیے کہ اپنی آخرت سنوارنے کے لیے زیادہ سے زیادہ نیکیاں کماؤ۔ اگر تو آخرت پر ایمان ہے جس کی خبر محمد رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے تو اپنی صلاحیتوں کو زیادہ سے زیادہ خیر کے کاموں میں لگاؤ۔ اللہ کی طرف سے جو ذمہ داریاں عائد ہیں، اُن کے علاوہ خدمت خلق کے کاموں میں بھی ایک دوسرے سے آگے نکلو۔ ہمارے دین میں خدمت خلق کا بہت اونچا درجہ ہے۔ ہم یہ کام براہ راست اللہ کے لیے نہیں کر رہے ہوتے بلکہ اللہ کی مخلوق کے لیے کر رہے ہوتے ہیں، لیکن اللہ کو یہ کام بہت پسند ہیں۔ بہت سی احادیث میں اس کے لیے بڑی ترغیب وتشویق آئی ہے۔ حدیث میں ہے کہ بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع دیتا ہے۔ آپؐ نے یہاں تک فرمایا کہ جب کوئی بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کر رہا ہوتا ہے۔ سیرت النبیؐ کا مطالعہ کریں ہمیں اجرائے وحی سے پہلے آپؐ کی چالیس سالہ زندگی کا جامع عنوان ہی خدمت خلق دکھائی دے گا۔ آپؐ کسی غریب کو دیکھتے، کسی کو کسمپرسی میں پاتے، کوئی درماندہ حال دیکھتے تو بے چین ہو جاتے تھے۔ کوئی قافلہ باہر سے آتا اور اس میں لوگ مفلوک الحال ہوتے تو آپؐ بے قرار ہو جاتے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
یتیموں کا ملجا، فقیروں کا ماوا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

یہاں یہ بات بھی واضح کر دی جائے کہ اگرچہ خدمت خلق میں بہت سے امور آتے ہیں جیسے دوسروں کے کام آنا' کسی کو تکلیف میں دیکھ کر اس کی تکلیف کو رفع کرنا' اس کے لیے بھاگ دوڑ کرنا' دوسروں سے ہمدردی کرنا، اسی طرح بھوکے کو کھانا کھلا دینا' کوئی قرض کے بندھن میں جکڑا ہوا ہو تو اس کی اتنی مدد کرنا کہ قرض سے نجات پا جائے' یہ سب خدمت خلق کے کام ہیں۔ غلاموں کو آزاد کرنا بھی مخلوق کی بہت بڑی خدمت ہے۔ مگر اِن سب سے اوپر خدمت خلق کا ایک اور درجہ ہے' اور وہ ہے لوگوں کی عاقبت سنوارنے کی فکر کرنا' ان تک اللہ کا پیغام پہنچا دینا' تاکہ وہ بھی اللہ کی بندگی کرنے لگیں اور اپنی آخرت کو سنوار سکیں۔ یہ خدمت خلق کی بلند ترین سطح ہے۔

اس سے پہلے خدمت خلق کی یہ ذمہ داری نبی اور رسول ادا کرتے تھے' جو ہر دور میں آتے رہے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ کے چودہ سو سال ایسے گزرے کہ ان میں کوئی لمحہ بھی ایسا نہ ہوا کہ جس میں کوئی نبی یا رسول ان کے درمیان موجود نہ رہا ہو' بلکہ بعض اوقات تو ایک سے زیادہ پیغمبر بھی ہوئے ہیں۔ یہ انبیاء ورسل لوگوں کو عذاب جہنم سے بچنے کی تلقین کرتے' انہیں بندگی کی دعوت دیتے تھے۔ ختم نبوت کے بعد یہ کام اس اُمت کے ذمے ہے۔ بہرکیف اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ نیکی کے کاموں میں آگے بڑھو۔ صحابہ کرام ؓ کا یہی مزاج تھا۔ مقابلہ ان میں بھی ہوتا تھا کہ یہ انسان کی فطرت کا حصہ ہے، لیکن یہ مقابلہ نیکیوں میں اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کے کاموں میں ہوتا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ فقیر آئے اور انہوں نے کہا کہ مالدار لوگ بڑے بڑے درجے اور دائمی عیش حاصل کر رہے ہیں، کیونکہ وہ نماز بھی پڑھتے ہیں، جیسی کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور روزہ بھی رکھتے ہیں، جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں (غرض جو عبادت ہم کرتے ہیں وہ اس میں شریک ہیں) اور ان کے پاس مالوں کی زیادتی ہے جس سے وہ حج کرتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں اور جہاد کرتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں کہ اگر اس پر عمل کرو تو جو لوگ تم سے آگے نکل گئے ہوں، تم ان تک پہنچ جاؤ گے اور تمہیں تمہارے بعد کوئی نہ پہنچ سکے گا، اور تم تمام لوگوں میں بہتر ہو جاؤ گے اس کے سوا جو اسی کے مثل عمل کرلے، تم ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ تسبیح اور تحمید اور تکبیر پڑھ لیا کرو...... (صحیح بخاری)

آیت زیر بحث کے آخری حصے میں فرمایا:

﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾

"تاکہ تم فلاح پاؤ"

قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اس میں ایک لفظ اور ایک حرف بھی زائد نہیں ہے۔ یہ فیصلہ کن کلام ہے۔ لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ یہ کرو' یہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ' تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں یہ کام بہرحال کرنے ہیں۔ اگر تم ابدی زندگی میں کامیابی چاہتے ہو' اور جنت تمہارا ہدف ہے' تو پھر تمہیں اس راستے پر چلنا ہو گا۔ ان دینی تقاضوں کو پورا کرو گے تو پھر ہی وہ عظیم نعمت تمہیں حاصل ہو گی جس کا عنوان جنت ہے۔ اگر اس راستے پر چلے بغیر یہ خیال کرتے ہیں کہ آخرت کی کامیابی حاصل ہو جائے گی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم خود فریبی میں مبتلا ہو۔

دینی ذمہ داریوں میں سے ایک اور غلبۂ دین کے لئے جہاد ہے۔ مسلمانوں کو ایک بہت بڑا مشن دیا گیا ہے، وہ یہ کہ دین حق کی گواہی دیں، اُس کے غلبہ کے لئے جدوجہد کریں۔ اس راہ میں اپنے اوقات اپنی صلاحیتیں اور اپنے مال لگائیں، اسی کی آخری منزل قتال فی سبیل اللہ ہے۔ یعنی اللہ کی رضا اور اُس کے دین کے غلبہ کے لئے جان ہتھیلی پر رکھ کر باطل قوتوں سے ٹکرا جائیں۔ اس کا بیان ان شاء اللہ آئندہ جمعہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی دینی ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) [مرتب: محبوب الحق عاجز]

احیائے امت کی تیاری

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا کے نقشے پر یکے بعد دیگرے ابھرتے ہوئے مسلم خطے، جہاں صلیبی لشکر خون آشام بلا بن کر ٹوٹ پڑتے ہیں، کا منظر اب کوئی اجنبی منظر نہیں رہا۔ 2001ء میں گھڑی اور جاری کی گئی اصطلاحات کا نیا ہدف مسلم افریقی ریاست مالی ہے۔ ''دہشت گرد'' اب وہاں اگ آئے ہیں، لہٰذا سروں کی فصل کاٹنے کی ڈیوٹی فرانس کی لگی ہے۔ شمالی مالی میں نفاذ شریعت نے کفر کی نیندیں حرام کر دیں۔ فرانسیسی ٹینک توپیں، جنگی جہاز امریکا کی آشیر باد اور اقوام متحدہ کی سرپرستی میں مالی کو امن دیں گے۔ وہاں نفاذ شریعت کے نتیجے میں ''بے چارے'' دو چوروں کے ہاتھ کاٹ دیے گئے تھے۔ لہٰذا چوروں سے اظہار یکجہتی اور ان کی چارہ سازی کے لیے عالمی چوروں (Gangsters) نے حملہ کر دیا۔ اب وہ مالی کے عوام کو اس ''جرم'' کی سزا دینے کے لیے عین اسی طرح بمباریاں کر کے معذوروں کی کھیپ تیار کریں گے، جیسی وہ عراق، افغانستان، غزہ، یمن، صومالیہ اور شام میں براہ راست یا بالواسطہ تیار کر رہے ہیں۔ لاکھوں مرد و زن، بچوں حتیٰ کہ مویشیوں کو اعضاء سے محروم کر کے لکڑی اور پلاسٹک کے اعضاء فراہم کرنا اسلحے کے بعد ان ممالک کا دوسرا کامیاب ترین بزنس ہے۔

تمام مسلمان ممالک کو سامراجی گوروں نے جب (محدود) آزادی دی تو پہلے اس امر کو یقینی بنایا کہ در پردہ انہیں غلام رکھنے کے لیے ہر جگہ سیکولر حکمران کٹھ پتلیاں لگائی جائیں۔ خواہ وہ حبیب بورقیبہ ہو حافظ الاسد، بشار الاسد، حسنی مبارک ہوں یا غلام محمد تازرداری۔ سیکولر حکمران، سیکولر فوج، نیم جمہوری یا ریفرنڈمی آمریت جو مغربی مفادات کی محافظ ہو اور ملک کو اسلام سے بچا سکے۔ نظام تعلیم ہر جگہ لنڈے ہی کا ہو۔ زبان لیبیا میں اطالوی، الجیریا میں فرانسیسی، پاکستان، مصر اور فلسطین میں انگریزی یعنی آقاؤں کے مطابق ہو۔ مسلمانوں کو اپنی شناخت سے بے بہرہ رکھنے کی تمام تر کوششیں ہر سطح پر ہوں۔ ترکی میں ٹوپی پر پابندی عائد کر دی گئی تھی تا آنکہ ہیٹ (انگریزی ٹوپی) کے خلاف کتابچہ لکھنے اور ٹوپی نوازی نے ''غیرتِ ہیٹ'' سے مغلوب ہو کر دو علماء کو سزائے موت دی، تا کہ یہ واضح رہے کہ ٹوپی کے ساتھ سر گردن پر نہیں رہ سکتا۔ (خود ساختہ)

> نفاذ شریعت کی بنیاد پر پاکستان میں دینی قوتوں کی یکجائی وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ مساجد میں مسلکی تفرقات، اکابر کے جھگڑے چھوڑ کر نمازوں کے بعد قرآن، حدیث اور سیرت صحابہؓ کی عام فہم تعلیم کا اہتمام کیا جائے

اتاترک نے مغربی لباس اور ہیٹ پہن کر اپنی قوم پر یہ واضح کیا کہ ''مہذب'' نظر آنے کے لیے یہ لباس لازم ہے اور ہیٹ کے خلاف زبان درازی کی سزا 15 سال قید مقرر کی گئی۔ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا۔ بہار کے نام پر یہ خزاں پورے عالم اسلام کا مقدر بنی۔ پاکستان میں اگرچہ بانیٔ پاکستان نے 1937ء میں لباس لیا تھا۔ ہیٹ، سوٹ، ٹائی کی جگہ شلوار قمیص، شیروانی اور قراقلی نے لے لی تھی۔ لیکن حکمرانوں نے انہیں انہی تصاویر میں دکھانا بہتر جانا جو گورے صاحب کی یاد تازہ کریں۔ المختصر پورا عالم اسلام اپنی شناخت سے محروم رکھا گیا۔ انگریز، فرنچ، جرمن اور اطالوی کالونیوں کی صورت یہ نیم آزاد ممالک گھٹ گھٹ کر جیتے رہے۔ اسلام کی طرف بڑھنے والے ہر فرد کو نشان عبرت بنا دیا گیا۔ عراق، مصر، شام، تیونس اور لیبیا میں لاپتا کرنے عقوبت خانوں اور زندانوں میں پھینک دینے کی صنعت جس طرح پھلی پھولی، حقائق اب سامنے آ چکے ہیں۔ پاکستان میں پرویز مشرف نے 2001ء کے بعد یہ انڈسٹری یہاں بھی لگائی۔ اس وقت مالی کو دیکھیے۔ پوری امت کا ایکسرے بھی وہی تصویر دکھائے گا جو مالی کی ہے۔ نفاذ شریعت کی ''جسارت'' پر مالی کی فوج فرانسیسیوں کے ساتھ مل کر ''عسکریت پسندوں'' اور ''دہشت گردوں'' کے خلاف لڑ رہی ہے۔ ان کے علاقوں پر بلا دریغ بمباری، گھر گھر تلاشی کا عمل جاری ہے۔

دوسری طرف مالی کے سیکولر عوام سے سڑکوں پر ناچ، بھنگڑے ڈلوا کر شریعت سے جان چھڑانے پر فرانس کا شکریہ ادا کرنے کے مناظر عالمی میڈیا پر دکھائے جا رہے ہیں۔ یہ مٹھی بھر اقلیت، میڈیا، مقامی فوج اور سیکولر کرسی پرست۔ یورو، ڈالر خور دانشور انہیں ہر مسلمان ملک میں مل جاتے ہیں۔ جنہیں انہوں نے اپنے سفارت خانوں، وظائف، امریکا یورپ یاترا اور بوتلوں کے عوض خرید اور پال رکھا ہوتا ہے۔ مالی کے مناظر میں افغانستان تا عراق و پاکستان دیکھے جا سکتے ہیں۔ 2007ء میں رینڈ کارپوریشن کی جاری کردہ رپورٹ نے اہداف مزید واضح کر دیے۔ ماڈریٹ مسلم نیٹ ورک بنانے کا عنوان دے کر ''ماڈریٹ'' مسلمانوں کا رول ماڈل اقتدار میں پرویز مشرف، علماء میں وحید الدین خان، طاہر القادری (جہاد کے خلاف ''فتویٰ'' بیچنے والے) میڈیا میں بلا استثناء تمام ٹی وی چینل، اخبارات (الا ماشاءاللہ) بل بورڈوں پر چڑھی عورتیں، ''نئے عزم'' کے ساتھ کمربستہ این جی اوز، نظام تعلیم سے رہی سہی دینی اقدار اور قرآن و حدیث کو نکال کر مکمل مخلوط موبائل معاشرت، لیپ ٹاپ بردار نوجوان، حیران کن ڈھٹائی اور بے حیائی سے یوں ویلن ٹائن ڈے منانے والے، اس سب کے باوجود عجیب بات ہے کہ امت بیدار ہو رہی ہے! گوروں کی کھینچی گئی سرحدوں کی بے رحم لکیریں بے معنی ہو رہی ہیں۔

افغانستان اور عراق سے ہزیمت سمیت واپس لوٹتی صلیبی فوجوں کے خلاف لڑنے والے اللہ کے سپاہی اب عازم شام ہیں۔ الجیریا، لیبیا، موریطانیہ کے مسلمان مالی میں کالبنیان مرصوص ہیں۔ تجربہ کار مجاہدین اپنے تجربات کا فیض نئے محاذوں کو پہنچا رہے ہیں۔ ایک طرف کفر اپنی بچی کھچی طاقت اور ٹوٹی کمر کے ساتھ میڈیا کے شور کے بل پر نئے محاذوں

پر کھڑا ہونے پر خود کو مجبور پاتا ہے، دوسری جانب شمع اسلام کے پروانے ہیں کہ اُمڈے چلے آ رہے ہیں۔ بشارتوں کی سرزمین، معرکوں کا میدان شام خالد بن ولید اور ابو عبیدہ بن الجراح ﷺ کی وراثت کا حق ادا کر رہا ہے۔ کفر نے مشرق وسطیٰ کا سارا تیل نچوڑ لیا، اب وہ مسلم افریقہ کا سونا، چاندی، یورینیم و دیگر قیمتی معدنیات لوٹنے کے درپے ہے۔ نیز پچھلے پوپ نے افریقہ کے دورے میں چند سال پہلے یہ بھی کہا تھا کہ یہ صدی افریقہ میں عیسائیت کی صدی ہے، لہٰذا صلیبی جنگ دو دھاری تلوار ہے، جس پر مسلم دنیا کو جاگنا ہے۔ مٹھی بھر مجاہدین ناقابل شکست ولولوں اور عزائم کے ساتھ کفر کی تمام تر سازشوں کے خلاف صف آراء ہیں۔

نفاذ شریعت کی بنیاد پر پاکستان میں دینی قوتوں کی یکجائی وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ شیخ الہند کی وصیت پلے باندھ کر قرآن کی تعلیم جنگی بنیادوں پر عام کر کے مردہ قوم میں زندگی کی حرارت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جرأت کردار، رفعت افکار صرف اس چشمۂ صافی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ مساجد میں مسلکی تفرقات، اکابر کے جھگڑے چھوڑ کر نمازوں کے بعد قرآن، حدیث، سیرت صحابہؓ کی عام فہم تعلیم کا اہتمام کیا جائے۔ ون ویلنگ کرتے، کرکٹ کے بلے لہراتے، فلموں گانوں، موبائلوں کی دنیا میں کھوئے ہوئے نوجوانوں کے ریوڑ کفر کا لقمۂ تر ہیں۔ وہ پروانہ وار آگ پر لپک رہے ہیں۔ یہ قوم ایمان بالآخرہ سے محروم اور حبِّ دنیا کی اسیر بن چکی ہے۔ قطرے کے برابر زندگی میں بحری جنگی جہاز اور سمندر کے برابر آخرت میں کاغذ کی ناؤ لے کر اترنے کی تمنا رکھتی ہے۔ اس کی ترجیحات درست کرنے کی ضرورت ہے، لیکن۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئنے میں تجھ کو دکھا کر رُخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے!

✿✿✿✿✿

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

ویلنٹائن ڈے اور اسلامی تعلیمات

خلافت فورم میں فکر انگیز مکالمہ

مہمانانِ گرامی: ڈاکٹر عبدالسمیع ــــ اعجاز لطیف

میزبان: وسیم احمد

سوال : عشق و محبت کی مبینہ داستان ویلنٹائن ڈے کا تاریخی پس منظر کیا ہے؟

اعجاز لطیف : ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے کئی روایات ملتی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ 1700 سال قبل رومی کلچر میں ایک مشرکانہ تہوار تھا، جو ''یونو دیوی'' سے منسوب کیا جاتا تھا۔ یونو عشق و محبت کی دیوی سمجھی جاتی تھی۔ روم کلچر کے مطابق نوجوان لڑکیوں کے نام ایک باکس میں ڈال دیئے جاتے تھے، پھر نوجوان لڑکے قرعہ اندازی کے ذریعے اُس باکس میں سے ایک پرچی نکالتے تھے۔ جس لڑکی کے نام کی پرچی نکل آتی تھی وہ لڑکی اُس لڑکے کی Sexual Partner کہلاتی تھی۔ مغرب میں بغیر شادی کے سالہا سال تک اکٹھے رہنے کا موجودہ کلچر اُسی مشرکانہ رسم کی عکاسی ہے۔ اس حوالے سے ایک اور روایت یہ ملتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے 300ء سال بعد روم کے ایک بادشاہ ''کلوڈیس'' کو اپنے حریفوں سے مقابلے کے لیے فوج درکار تھی، لیکن لوگ اپنی بیویوں سے شدید محبت کی بنا پر بادشاہ کی فوج میں آنے سے کتراتے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بادشاہ کلوڈیس نے نوجوانوں کے اس طرزِ عمل کی وجہ سے شادی بیاہ پر پابندی لگا دی لیکن اُس کے دور میں ایک پادری ''ویلنٹائن'' لوگوں کی خفیہ طریقہ سے شادی کروا دیا کرتا تھا۔ جس کی بنا پر بادشاہ نے ویلنٹائن کی پھانسی کا حکم صادر کر دیا۔ اپنی پھانسی سے قبل دورانِ قید ویلنٹائن کو جیلر کی بیٹی سے عشق ہو گیا۔ جب پادری ویلنٹائن کو پھانسی دی جا رہی تھی اُس رات اُس نے اپنی محبوبہ کو ایک خط لکھا، جس کے آخر میں یہ درج تھا: ''From your Valantine'' (تمہارے ویلنٹائن کی طرف سے) اس دن کے حوالے سے ہمیں ایک تیسری روایت بھی ملتی ہے جس کے مطابق ایک ویلنٹائن نامی پادری کا ایک راہبہ سے معاشقہ ہو گیا۔ پادری نے اپنی جنسی ہوس کی تسکین کے لئے راہبہ کو بہکانا چاہا، اور ایک جھوٹا خواب گھڑا کہ اگر وہ 13 فروری کو زنا کریں تو اُن دونوں پر کسی قسم کا گناہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ اُس دن پادری اور راہبہ دونوں زنا کے مرتکب ہوئے۔ جس کے بعد یہ قبیح رسم باقاعدہ طور پر 14 فروری کو منائی جانے لگی۔ یہ غلاظت رہبانیت کا نتیجہ تھی جو عیسائیوں نے گھڑی۔ عیسائیت میں راہباؤں کے لئے جنسی تعلق استوار کرنا ممنوع ہے۔ اسلام میں رہبانیت جائز نہیں۔ اُس نے نسل انسانی کی بقا کے لئے جنسی تعلق کا جائز راستہ نکاح کی صورت میں کھولا ہے۔ البتہ نکاح کے علاوہ جنسی تعلق (زنا) کی شدید مذمت کی ہے۔ اللہ اور اُس کے محبوب رسولؐ نے نکاح کو حلال قرار دیا ہے۔ یہی جنسی جذبہ کی تسکین کا جائز راستہ ہے۔

سوال : ہمارا میڈیا خصوصاً الیکٹرانک میڈیا مغربی تہواروں کو پاکستان میں کیوں عام کر رہا ہے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع : سب سے اہم سوال یہ ہے کہ میڈیا کیوں بنا ہے۔ میڈیا کا اصل رول تو عوام کی خدمت ہونا چاہیے۔ برطانیہ میں BBC ٹی وی اور ریڈیو پر کسی بھی قسم کا اشتہار نہیں چلتا۔ BBC پبلک ٹی وی شمار ہوتا ہے، لہٰذا BBC کا مقصد پبلک سروس اور عوام میں شعور بیدار کرنا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارا میڈیا اس کی بجائے پیسہ کمانے کی انڈسٹری بن چکا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ ہمارا قومی ٹی وی چینل PTV بھی حکومتی اقدامات کی نشر و اشاعت اور محض انٹرٹینمنٹ کا ذریعہ بن کر رہ گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے میڈیا میں اسلام دشمن سیکولر طبقہ نے داخل ہو کر بے حیائی اور فحاشی کو پرموٹ کرنے کے علاوہ تمام دنیا کے بزنس کو پرموٹ کرنا شروع کر دیا۔ ویلنٹائن ڈے پر جس کثرت سے پھول فروخت ہوتے ہیں، اُس سے پھولوں سے متعلقہ کاروبار کی ترویج ہو رہی ہے۔ یعنی میڈیا اس کاروبار کی ترویج کا مؤثر ذریعہ بن گیا ہے۔ جبکہ میڈیا پر مذہبی پروگرام صرف اور صرف عوامی

جذبات کے پیشِ نظر بنائے اور دکھائے جاتے ہیں، تاکہ میڈیا پر کسی مذہبی حلقہ کی جانب سے اعتراض نہ آسکے۔

اعجاز لطیف : ہمارے میڈیا کے ذمہ داران مسلمان ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُن کے سامنے سورۃ النور کی یہ آیات بھی رہنی چاہئیں جن میں بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ جو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اہل ایمان کے درمیان فحاشی کو عام کیا جائے تو اُن کے لیے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دردناک عذاب تیار ہے اور اللہ جانتا ہے لیکن تم نہیں جانتے۔ اس اعتبار سے ہمارا حسنِ ظن یہی ہے کہ شاید یہ پہلو اِن ذمہ داران کے سامنے ویسے نہیں آیا جیسا کہ آنے کا حق ہے۔ ہم نے میڈیا کو انٹرٹینمنٹ اور پیسہ کمانے کی مشین بنایا ہوا ہے، جبکہ ہماری اصل ذمہ داری یہ ہونی چاہیے کہ ہم پہلے بات کے سچے یا جھوٹے ہونے کی چھان بین کریں، اس کے بعد اُسے عوام کے سامنے پیش کریں۔ اس کے علاوہ میڈیا ایک پبلک ڈیمانڈ پیدا کرنے والا بھی ہے۔ اگر آپ آج سے 20 سال پیچھے جائیں تو اُس وقت آپ کو ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے اس قسم کی خرافات بالکل نہیں ملیں گی۔ ہمارے لوگ کسی قسم کا سرخ لباس زیب تن نہ کرتے تھے اور نہ آج کی طرح پھولوں کا آزادانہ تبادلہ ہی ہوتا تھا۔ آج میڈیا نہایت گھناؤنے انداز سے ویلنٹائن ڈے کو پرموٹ کر رہا ہے۔ میڈیا میں ہمیشہ سے دو کردار اہم ہوتے ہیں: ایک پروگرام پیش کرنے والوں اور دوسرا اُن پروگراموں کو دیکھنے والوں کا۔ پروگرام پیش کرنے والوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنا کام احساسِ ذمہ داری اور اخلاقی حدود کو مدنظر رکھتے ہوئے انجام دیں اور پروگرام دیکھنے والے (یعنی عوام) کا یہ فرض ہے کہ وہ ٹی وی پر نشر ہونے والے پروگراموں کے بارے میں غیر جانبداری سے رائے دیں۔ دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صرف تنقیدی پہلو کو ہی اُجاگر نہ کریں بلکہ لوگوں اور اربابِ اختیار کی اس سلسلے میں اس حد تک راہنمائی کریں کہ وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ وہ اپنے کردار اور اختیارات کے معاملے میں کہیں دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز تو نہیں کر رہے۔

سوال : ویلنٹائن ڈے کا کیا کوئی متبادل اسلامی دن ہے، اور اس سلسلے میں ہمارے علماء لوگوں کی کیا راہنمائی کر سکتے ہیں؟

اعجاز لطیف : اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے، لہٰذا وہ لوگوں کی تسکین کا بھرپور سامان بھی فراہم کرتا ہے۔ عیسائیوں کے ہاں ویلنٹائن ڈے جیسے تہوار کے ذریعے مردوں اور عورتوں کے غیر شرعی اور ناجائز اختلاط اور جنسی جذبے کو اشتعال دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں عشقیہ خطوط اور پھولوں کا تبادلہ ہوتا ہے۔ جبکہ اسلام میں تو میاں بیوی کا ہر دن محبت کا دن ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”اگر میاں اور بیوی ایک دوسرے کو محبت سے دیکھتے ہیں تو اللہ بھی اُنھیں محبت سے دیکھتا ہے“ گویا اسلام میں میاں بیوی کے لیے سال کے 365 دن ویلنٹائن ڈے ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ مخصوص ایام میں فادر ڈے اور مدر ڈے مناتے ہیں، جبکہ ہمارا ہر دن فادر ڈے اور مدر ڈے ہوتا ہے، کیونکہ ماں باپ کو محبت بھری نظر سے دیکھنے پر ایک مقبول حج کے برابر ثواب ملتا ہے۔ ایک دلچسپ بات یہ بھی بتاتا چلوں کہ ہمارے اُردو کے نصاب میں خطوط نویسی کے اندر باپ کو جو قبلہ و کعبہ کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے اُس کا اصل ماخذ حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا میں دو چیزوں کو صرف دیکھنے پر ہی عظیم اجر و ثواب ملتا ہے اور وہ دو چیزیں خانہ کعبہ اور بوڑھا باپ ہیں۔

سوال : محبت کے اظہار میں کیا حرج ہے؟ کیا اسلام میں Love affairs کی گنجائش موجود ہے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع : سب سے پہلے ہمیں اپنے دین کو صحیح انداز میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی سے محبت کی تو اللہ کے لیے اور کسی سے بغض رکھا تو بھی اللہ کے لیے...... تو اُس نے ایمان کی تکمیل کر لی۔ یعنی یہ پیار و محبت اور نفرت دونوں فطری جذبات ہیں لیکن اِن دونوں جذبوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو مقدم رکھنا ہی ہمارا اصل دین ہے۔ جیسے سورۃ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: (ترجمہ) ”یہ لوگ کافروں کے لیے بہت سخت اور مومنوں کے ساتھ بہت نرم ہیں۔“ پس ہمارے دین میں محبت بھی اللہ تعالیٰ کی نسبت سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی نسبت سے اُس کے دشمنوں سے نفرت بھی ہے۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ہمارے دین نے غیر محرم مرد اور عورت کو ملنے سے کیوں منع کیا ہے؟ اس بات میں درحقیقت ہمارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ وہ یوں کہ اگر میں اپنی بیوی سے محبت کرتا ہوں اور اُس کے جواب میں وہ بھی مجھ سے نہ صرف محبت کرے گی بلکہ گھر کا ماحول بھی انتہائی پُرسکون ہوگا۔ لیکن اگر میں کسی غیر محرم عورت کے ساتھ معاشقہ کرتا ہوں تو نہ صرف میں Frustration کا شکار ہوں گا، بلکہ اگر میں مزید بڑھ گیا تو آگے چل کر جہنم کی آگ کا بھی مستحق ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہم پر انتہائی مہربان اور محبت کرنے والا ہے۔ وہ کبھی ہمارا نقصان نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے کی ضرورتوں سے خود بندے سے بھی زیادہ واقف ہے۔ اگر ہم طبی نقطہ نظر سے اپنا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری ضرورتوں کا کس طور سے خیال رکھا ہے۔ اگر بخار میں پسینہ آتا ہے تو وہ درحقیقت ہمارے ٹمپریچر کو نارمل رکھنے کے لیے آتا ہے۔ اسی طرح پیشاب کے ذریعہ ہمارے جسم سے سینکڑوں فاضل مادوں کا اخراج ہوتا ہے تو اس میں بھی ہمارا فائدہ ہے۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اگر ایک دن کے لیے ہمارا پیشاب رُک جائے تو ہماری کیا حالت ہوگی۔ لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر کوئی پابندی لگائی ہے تو وہ ہم پر کوئی ظلم نہیں بلکہ یہ اُس کا احسان عظیم ہے۔ اگر کوئی شادی شدہ آدمی کسی غیر محرم عورت سے تعلق رکھتا ہے تو اس کی اس دنیا میں ایک سزا یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بیوی کے دل سے اُس کی عزت ختم کر دیتا ہے۔

اعجاز لطیف : ہمارے ہاں آج کل مرد اور عورت کے جنسی اختلاط کو Lov Affairs کا نام دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نکاح کے بغیر مرد و زن کے تعلق کی سختی سے ممانعت کی ہے۔ مرد و زن کا یہ اختلاط زنا ہے۔ زنا اِس قدر گھناؤنا فعل ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو۔ جب کسی انسان پر یہ حقیقت واضح ہو جائے تو پھر اسے نہ تو ستر و حجاب کی پابندی سخت لگے گی اور نہ ہی یہ سب کچھ دقیانوسی نظر آئے گا، بلکہ اُسے اِن سب پابندیوں کے اندر رحمت کے پہلو نظر آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا محسن اعظم ہے۔ ہمارا مالک اور خالق کون ہے؟ ہمارا وجود اُسی کی نظر کرم کے وسیلے سے قائم ہے۔ اگر ہمارے تمام جسمانی اور دنیاوی معاملات صحیح چل رہے ہیں تو اُنھیں کون چلا رہا ہے۔ اس سارے نظام میں آپ کی اور میری کوئی بھی کوشش کارفرما نہیں ہے۔ یہ خالصتاً اللہ پاک کی رحمت خاص ہے جو اِن تمام معاملات کو چلا رہی ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی محبت کائنات میں سب سے بڑھ کر ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد اللہ کے محبوب رسول ﷺ سے محبت ہے۔ اگر آپ ؐ سے محبت ہمیں اپنے ماں باپ، اولاد اور دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر نہیں ہے تو پھر ہمارا ایمان ہی مکمل نہیں ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد پھر اپنے ماں باپ سے محبت ہے۔ پھر بہن بھائیوں، بیوی بچوں اور اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات سے محبت کا درجہ آتا ہے۔ جنسی تقاضے کو پورا کرنے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کا رشتہ مقرر کیا ہے۔ یہ تمام رشتے مثبت محبت کے علمبردار ہیں، کیونکہ ہمارا دین پورے معاشرے کو محبت کی بنیاد پر قائم کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

سوال : کیا نبی اکرم ﷺ نے ویلنٹائن ڈے جیسی گمراہیوں کے بارے میں ہمیں پیشگی خبردار فرمایا ہے؟

اعجاز لطیف : اس سلسلے میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”میری امت پر بھی وہ حالات واقع ہو کر رہیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے۔ ہو بہو بالکل ایسے جیسے (ایک جوڑے کی) ایک جوتی دوسری جوتی سے مشابہ ہوتی ہے۔ ایک اور حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ لوگوں کے طریقے پر بالشت بالشت اور ہاتھ ہاتھ چلیں گے یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تو بھی تم اُن کی پیروی کرو گے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، یہود و نصاریٰ؟ آپؐ نے فرمایا: اور کون؟ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے بل میں بھی گھسا تو میری امت کے لوگ بھی اُس گوہ کے بل میں جا کر رہیں گے۔“ آج ہم اپنی کم عقلی اور میڈیا کی گمراہی کی وجہ سے کی ہر کام میں یہود و نصاریٰ نقالی کر رہے ہیں حالانکہ ہمیں اِس سے روکا گیا ہے۔ آج کے دور کے تمام بے ہودہ رسم و رواج خواہ وہ ویلنٹائن ڈے ہو یا پھر ہیپی نیو ایئر یہ تمام مواقع گناہ کے ہیں۔ ان پر ہمیں اللہ تعالیٰ یاد نہیں آتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں یعنی اِن پہاڑوں کو دیکھو تو ہمیں اللہ یاد آئے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں جو تعلیمات دی ہیں وہ اس لیے ہیں تا کہ ہمارا اللہ تعالیٰ سے تعلق و رشتہ مضبوط ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جو دو عیدیں ہمیں عطا کی ہیں وہ اس لیے نہیں کہ ہم مادر پدر آزاد گھومیں بلکہ دو رکعت نماز شکرانہ کے طور پر ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں زندگی، صحت اور ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور اُس کے ساتھ ہمیں تہوار منانے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے اصل تہواروں کو بھی عاجزی، بندگی اور شکر گزاری کے ساتھ منائیں، اور ویلنٹائن ڈے جیسی خرافات سے اپنے آپ کو اور دوسروں کو بچائیں۔

سوال : شرعی اعتبار سے ویلنٹائن ڈے کی مذمت کرنا کیوں ضروری ہے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع : میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں عیسائی مذہب ہم سے زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ عیسائیت میں تو شادی کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عیسائیوں کی مقدس ترین ہستیوں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام دونوں نے شادی نہیں کی۔ اسی بنیاد پر عیسائی پادری اور راہبائیں شادی نہیں کرتیں۔ ان کا نظریہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں نزول فرمائیں گے تو پھر وہ شادی کریں گے اور گھر بسائیں گے۔ عیسائیت میں روحانیت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہونے کے لیے شادی بیاہ سے روکا گیا ہے، جبکہ ہمارے سامنے تو ہمارے پیارے نبی ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ ”نکاح میری سنت ہے“۔ عیسائیت میں پادریوں اور راہباؤں کو ایسی کوئی بھی تعلیمات نہیں دی جاتیں۔ عیسائیت میں تبلیغ کرنے والوں کا خود اپنے قول و فعل میں تضاد پایا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ تعلیمات نہیں تھیں، جس کا نمونہ آج کی عیسائیت بنی ہوئی ہے۔ عیسائیت میں یہ سارا گند تو درحقیقت سینٹ پال نے بھرا ہے۔ اس کے باوجود کہ آج عیسائیت مکمل تبدیل ہو کر پال ازم میں بدل چکی ہے، آج کا پادری زنا سے منع کرتا ہے، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والے دس احکامات الٰہی میں سے ایک حکم زنا سے منع کرنے کا ہے۔ ہر اتوار کو پادری چرچ میں اِن دس احکام کو باقاعدہ پڑھ کر سناتا ہے۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ عیسائیت میں بھی زنا اور فحاشی کی سختی سے ممانعت ہے۔

سوال: ویلنٹائن ڈے منانے میں کیا کیا شرعی قباحتیں ہیں؟

اعجاز لطیف: یہ تہوار ہمارے دین کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ چنانچہ ہمارے فائدہ کے لیے اُصولی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمادی ہے کہ زنا اور بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی نہ پھٹکو۔ پھر یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ تم لوگ دوسری امتوں کی پیروی ہرگز نہ کرنا۔ بلکہ قرآن پاک میں آیا ہے کہ ہم نے تمہیں ایک شریعت پر رکھا ہے، لہٰذا تم اُس کی پیروی کرو اور اُن لوگوں کی خواہشات کی پیروی مت کرنا جو نہیں جانتے ہیں۔ لہٰذا یہ تمام شیطانی رسومات خود غیر قوموں نے اپنے پاس سے گھڑلی ہیں جن کی ہمیں کسی بھی صورت پیروی نہیں کرنی چاہیے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول ﷺ نے ہمیں غیر قوموں کی مشابہت ختیار کرنے سے منع فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو دوسری قوموں کی مشابہت اختیار کرے گا وہ اُنھیں میں سے ہوگا۔ اِس اعتبار سے یہ خود اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس میں شرک کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔ اس بے ہودہ تہوار پر جو کارڈ چھپتے ہیں اُن پر محبت کے دیوتا کی تصاویر آویزاں ہوتی ہیں۔ دیوتا کے ہاتھ میں تیر ہوتا ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے وہ تیر جس کے دل پر جا کر لگ جاتا ہے وہ شخص یا عورت محبت میں گرفتار ہو جاتی ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس دنیا کو پیدا کرنے والا کوئی اور ہے، اور محبت کا دیوتا کوئی اور ہے۔ اسی طرح دولت کی دیوی کا الگ تصور ہے۔ یہ تمام کا تمام شرک ہے۔ جو لوگ یہ تہوار مناتے اور اِس قسم کے تحائف کا تبادلہ کرتے ہیں وہ بے حیائی کے ساتھ ساتھ لاشعوری طور پر شرک میں بھی مبتلا ہو رہے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ نے یہ واضح فرمادیا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ اس بات کو ہرگز معاف نہیں کرے گا کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے۔ البتہ اس سے کم درجے کے گناہ کو جسے چاہے گا معاف کر دے گا“۔ پھر اس دن حرام محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ دین کی تعلیم یہ ہے کہ زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو، جبکہ یہاں زنا کے مواقع فراہم کیے جا رہے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس دن جتنے پھول بکتے ہیں شاید ہی سال میں کسی اور دن بکتے ہوں۔ بے شک پھول تحفے تحائف کی صورت میں بھیجے جا سکتے ہیں لیکن یہاں پھول بھیجنے کے پیچھے کیا شیطانی محرکات کارفرما ہیں اُن کا ہمیں بغور جائزہ لینا ہوگا۔ اِن تمام خباثتوں کے باعث سعودی علماء کی ایک کمیٹی نے متفقہ یہ فتویٰ دیا ہے کہ نہ صرف اس دن کا منانا حرام ہے بلکہ اس دن تحائف اور مبارک بادوں کا تبادلہ بھی حرام ہے۔ سب سے بڑھ کر اس دن موبائل کمپنیوں کا کاروبار عروج پر ہوتا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس ملک میں امن و امان کی صورت حال کے پیش نظر مسلمانوں کے اصل خوشی کے تہواروں (مثلاً عیدین) پر موبائل سروس بند کر دی جاتی ہے مگر ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے برملا کہا جاتا ہے کہ موبائل سروس کھلی رہے گی بلکہ مخصوص پیکج بھی متعارف کروائے جاتے ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ حرام کے کاموں کو پرموٹ کرنے کے لیے اتنا اہتمام کیوں کیا جاتا ہے۔ اے میرے مسلمان بھائیو! ہم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سودی نظام کی صورت میں جنگ پہلے ہی جاری رکھی ہوئی ہے، اب فحاشی و عریانی کو عام کرنے میں اپنے تمام وسائل کیوں جھونک کر اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت کیوں دے رہے ہو۔

(مرتب: وسیم احمد/محمد بدر الرحمٰن)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

(قارئین: اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائیٹ (www.tanzeem.org) پر خلافت فورم کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔ پروگرام کے بارے میں اپنی آراء اور تجاویز (media@tanzeem.org) پر ارسال کیجئے۔)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

فرقان دانش

نام ونسب:

امام غزالیؒ کا اسم گرامی ''محمد'' تھا۔ والد صاحب سُوت کا کاروبار کرتے تھے، اس نسبت سے آپؒ غزالی کہلائے۔ غزال کا مطلب ''سُوت کاتنا'' ہے۔ آپ 450 ہجری میں خراسان کے شہر طاہران میں پیدا ہوئے۔ یہ بچہ آگے چل کر حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی بن کر آسمان فلسفہ ومنطق وعلم کلام وتصوف وغیرہ پر آفتاب کی مانند چمکا۔

تعلیم وتربیت:

امام غزالیؒ ابھی چھوٹے تھے کہ آپؒ کے والد بزرگوار کا وقت آخر قریب آ گیا۔ وصال سے قبل انہوں نے اپنے ایک دوست کو بلا کر اپنے دونوں بیٹوں محمد غزالی اور احمد (آپؒ کے چھوٹے بھائی) کو اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا: ''میں تو تعلیم کے زیور سے محروم رہ گیا تھا لیکن میری دلی تمنا ہے کہ ان دونوں بھائیوں کو تعلیم سے بہرہ ور کیا جائے، تاکہ میری جہالت کا کفارہ ہو جائے۔'' اس کے بعد اپنے دوست کو تھوڑا سا نقد روپیہ دیا جو کہ آپؒ کے والد نے اسی غرض کے لیے محفوظ کر رکھا تھا۔ باپ کے وصال کے بعد دوست نے محمد غزالی کو تعلیم دلانا شروع کی کیونکہ چھوٹا بھائی ''احمد'' ابھی کمسن تھا۔ امام غزالیؒ نے ابھی ابتدائی تعلیم کے مراحل ہی طے کیے تھے کہ ایک دن آپؒ کے والد کے دوست نے بلا کر کہا: ''بیٹا تمہارے والد نے جو روپیہ دیا تھا وہ ختم ہو گیا ہے، لہٰذا تم دونوں بھائی کسی مدرسے میں داخل ہو جاؤ۔'' ان دنوں مدرسے بہت کم تھے۔ زیادہ تر اہلِ علم اپنے گھروں پر ہی لوگوں کو تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ آپؒ نے طاہران میں ایک بزرگ حضرت احمد بن محمد وانکانیؒ سے فقہ کی کتب پڑھیں، جہاں سے فراغت کے بعد آپؒ جرجان تشریف لے گئے جہاں امام ابو نصر اسماعیلیؒ سے علم حاصل کرنے لگے۔ دوران تحصیل آپؒ جو کچھ سنتے اسے لکھ لیتے تھے۔ ایسی یادداشتوں کو عام اصطلاح میں ''تعلیقات'' کہتے ہیں۔ امام ابو نصر کی صحبت سے فیض یاب ہو کر آپؒ ایک قافلے کے ساتھ ''طاہران'' روانہ ہو گئے۔ راستے میں ڈاکوؤں نے قافلہ والوں کا مال واسباب لوٹ لیا، جس میں آپؒ کی ''تعلیقات'' بھی تھیں۔ آپؒ نے ڈاکوؤں کے سردار کے پاس جا کر درخواست کی کہ ان کا سارا مال واسباب رکھ لے لیکن ''تعلیقات'' واپس کر دے۔ سردار نے تعلیقات واپس کرتے ہوئے کہا: ''یہ علم کیسا ہے کہ کاغذات کے کھو جانے سے تم بے علم ہو جاتے ہو۔'' سردار کی یہ بات امام غزالیؒ کے دل میں گھر کر گئی۔ آپؒ نے آئندہ علم کو سینے میں محفوظ رکھنے کا ارادہ کر لیا، اور اپنی اوّلین فرصت میں ''تعلیقات'' کے تمام مسائل کو یاد کر لیا۔

حالاتِ زندگی

امام غزالیؒ کو مزید علم کی جستجو ہوئی تو آپؒ نے اپنے وطن کو خیر باد کہا۔

اس دور میں نیشاپور علم وتحقیق کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اس کے بعد بغداد کا درجہ تھا۔ جب امام غزالیؒ نیشاپور تشریف لے گئے تو مدرسہ نظامیہ کے مدرس عبدالملک المعروف امام الحرمینؒ سے تعلیم حاصل کی۔ امام الحرمینؒ کے چار سو شاگرد تھے۔ جلد ہی امام غزالیؒ کو امام الحرمینؒ کا نائب کہلانے کا شرف حاصل ہو گیا۔ علمی لگن، محبت اور شوق کی وجہ سے امام غزالیؒ جلد ہی فارغ التحصیل ہو کر دور ونزدیک مشہور ہو گئے۔ اس وقت آپؒ کی عمر صرف 25 سال تھی۔ اسی دوران آپؒ نے اپنی پہلی کتاب بھی تصنیف کی۔

تین سال بعد امام الحرمینؒ کا انتقال ہو گیا تو آپؒ نے نیشاپور کو خیر باد کہا۔ اس وقت تک آپؒ ہر علم وفن کی جامع ومنفرد شخصیت کے طور پر پہچانے جاتے تھے۔ ان دنوں بغداد میں نظام الملک کی حکومت تھی اور وہ اہل علم کا قدردان تھا۔ آپؒ اس کے دربار سے منسلک ہو گئے۔ اس کے دربار میں اکثر مناظرے اور علمی مباحثے ہوتے رہتے تھے۔ امام غزالیؒ جس مباحثہ میں حصہ لیتے اس میں آپؒ ہی کا پلّہ بھاری رہتا۔ نظام الملک نے آپؒ کو بغداد کی درسگاہ کا مدرس اعظم منتخب کر لیا۔ یہ ایک بہت باوقار اور عظیم المرتبت عہدہ تھا۔ آپؒ نے 484 ہجری میں 34 سال کی عمر میں یہ عہدہ سنبھالا۔ تمام اہلیان سلطنت آپؒ کی فضیلت کا لوہا مانتے تھے اور سلطنت کے اہم امور آپؒ کے مشورہ کے بغیر سرانجام نہ پاتے تھے۔ حکومتی امور کے علاوہ درس وتدریس اور وعظ کی مجالس الگ تھیں۔ آپؒ کے شاگردوں کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔ تین سو بلند پایہ علماء اور سو امراء آپؒ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ شیخ صاعد بن الفارس آپؒ کے وعظوں کو قلمبند کرتے جاتے تھے۔ انہوں نے 183 وعظ قلم بند کیے جو دو ضخیم جلدوں میں مجالس غزالیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

ترکِ تعلقات:

اس دوران امام صاحب پر ایک ایسا وقت آیا کہ وہ ان سب معاملات سے بیزار ہو گئے۔ آپؒ نے اپنے احوال کا احتساب کیا تو خود کو علائق دنیوی میں گرفتار پایا۔ اعمال پر نظر ڈالی تو تعلیم وتدریس کو بہتر پایا لیکن جب تدریس میں اپنی نیت کا جائزہ لیا تو وہ خالصتاً اللہ کے لیے نہیں تھی بلکہ اس میں جاہ طلبی اور شہرت کا عنصر بھی موجود تھا۔ ان خیالات کے پیش نظر آپؒ نے بغداد کو چھوڑ دینے کی نیت کر لی۔ لیکن آپؒ کو دنیائے اسلام کا بہت بڑا منصب حاصل تھا جسے چھوڑنا آسان نہ تھا۔ آپؒ کے قلب وذہن کی یہ کشمکش تقریباً چھ ماہ جاری رہی۔ بالآخر آپؒ نے اپنے مال کا ایک حصہ اپنے اہل وعیال کی کفالت کے لیے مختص کیا جبکہ باقی سارا مال غرباء ومساکین میں تقسیم کر دیا۔

ابن خلکان کی روایت کے مطابق ذوالقعدہ

488 ہجری میں جب آپؒ بغداد سے روانہ ہوگئے، تو جسم پر قیمتی لباس کی بجائے صرف ایک کمبل تھا۔ اس وقت آپؒ کی عمر 38 سال کے لگ بھگ تھی۔ بغداد سے آپؒ نے شام کا رُخ کیا۔ دمشق پہنچ کر آپ کا وہاں سوائے گوشہ نشینی وخلوت گزینی، ریاضت ومجاہدہ ذکرالٰہی تزکیہ نفس اور تہذیب واخلاق کے کوئی اور مشغلہ نہ تھا۔ شب وروز ذکر واذکار میں مصروف رہتے تھے۔ کبھی کبھی مسجد اُموی میں متلاشیانِ حق کو درس بھی دیا کرتے تھے۔ یہاں دو سال قیام کے بعد آپؒ بیت المقدس تشریف لے گئے۔ وہاں بھی قبۃ الصخرہ میں اللہ سے لو لگا کر بیٹھے رہے۔ 499 ہجری میں مقام خلیل پر حاضری دی جہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) کا روضہ اطہر ہے۔ وہاں آپؒ نے تین باتوں کا عہد کیا۔

امام غزالی نے فلاسفہ متکلمین اور بدمذہبوں کے عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ پر زبردست تنقید کی اور یونانی فلسفے کے پروپیگنڈے کا اس طرح جامع اور مدلل انداز سے جواب دیا کہ انہیں راہ فرار اختیار کرنا مشکل ہوگیا

1 کسی بادشاہ کے دربار پر نہ جاؤں گا
2 کسی بادشاہ کا عطیہ نہ لوں گا
3 کسی سے مناظرہ اور مباحثہ نہ کروں گا۔

اس کے بعد آپؒ حج کے لئے تشریف لے گئے اور پھر مدینہ منورہ حاضری دی۔ یہاں آپؒ کے دل کی دنیا روشن ہوگئی۔ امام صاحبؒ مسلسل گیارہ سال تک مختلف شہروں، قصبوں، جنگلوں اور ویرانوں میں تلاش حق کے لئے گھومتے رہے۔ اس اثناء میں مختلف صوفیاء کرام کی خدمت میں رہ کر عرفان کی منازل طے کیں۔ احیاء العلوم جیسی بلند پایہ کتاب اسی دور کی تصنیف ہے۔

تصنیف وتالیف

امام غزالی رحمہ اللہ جب باطنی علوم کی تحصیل سے فارغ ہوئے تو اس وقت فلاسفہ متکلمین اور بدمذہبوں کے عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ کا پرچار بڑی شدت سے ہو رہا تھا۔ امام موصوف نے ان کا سد باب کرنے کے لیے قلم کو جنبش دی اور جس موضوع پر قلم اٹھایا اُسے تشنہ نہ چھوڑا۔ آپؒ نے بدمذہبوں کے مذموم افکار وخیالات پر زبردست تنقید کی اور یونانی فلسفے کے پروپیگنڈے کا اس طرح جامع اور مدلل انداز سے جواب دیا کہ انہیں راہ فرار اختیار کرنا مشکل ہوگیا۔

اس کے علاوہ امام صاحب کو سلطنت کے مقاصد کا عملی تجربہ تھا۔ چنانچہ آپ نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے تحت سلاطین کو خط لکھے جن میں اسلام کے عقائد بیان کرنے کے بعد آپؒ نے تحریر فرمایا: ''صاحبو! سُن لو! اللہ کے حقوق آسانی سے معاف ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ غفور رحیم ہے لیکن حقوق العباد کے معاف ہونے کی کوئی تدبیر نہیں۔ حکومت ایک عظیم لیکن پُر خطر منصب ہے۔ لہٰذا حاکم وقت کو اس پر قناعت نہیں کرلینی چاہیے کہ وہ خود ظلم وجور کا ارتکاب نہیں کرتا بلکہ وہ اس کا بھی ذمہ دار ہے کہ اس کے غلام، عہدے دار، عامل اور اہلکار کسی پر ظلم وتعدی نہ کریں۔ حاکم وقت کو ہر معاملے میں یہ فرض کر لینا چاہیے کہ وہ خود ایک عام شخص ہے اور فرمانروا کوئی اور ہے۔ اس صورت میں وہ اندازہ کر سکتا ہے کہ وہ جو معاملہ دوسروں کے ساتھ کرنا چاہتا ہے اگر اس کے ساتھ بھی کیا جاتا تو وہ اسے پسند کرتا یا نہیں۔ اگر وہ اس کو اپنے حق میں جائز تصور نہیں کرتا، اور وہی معاملہ اپنی رعایا کے ساتھ رکھنا چاہتا ہے تو وہ دغاباز اور خائن ہے۔''

اسی اثناء میں وزیراعظم فخر الملک نے آپؒ سے مدرسہ نظامیہ نیشاپور کی مسند درس سنبھالنے کی درخواست کی تو آپ نے 499 ہجری میں اس اعزاز کو قبول کر لیا۔ اگلے سال باطنی فرقہ کے ایک شخص نے فخر الملک کو شہید کر دیا۔ لہٰذا امام غزالی رحمہ اللہ مدرسہ نظامیہ سے الگ ہوگئے۔

آپؒ نے فقہ، اصول فقہ، حدیث، تفسیر علم الکلام، اخلاق، فلسفہ، مناظرہ، منطق اور دیگر علوم پر کتابیں لکھیں۔ شبلی نعمانیؒ نے اپنی کتاب ''الغزالی'' میں 78 کتب کی فہرست دی ہے جو آپؒ نے تحریر فرمائیں۔ امت نے آپؒ کو ''حجۃ الاسلام'' کا لقب دیا۔

وفات

14 جمادی الثانی 505 ہجری بروز سوموار جب آپ صبح کے وقت بیدار ہوئے تو وضو کیا، نماز ادا کی، پھر کفن منگوا کر اسے آنکھوں سے لگایا اور فرمایا: ''آقا کا حکم سر آنکھوں پر۔'' یہ کہہ کر اپنے پاؤں پھیلا دیئے۔ شاگردوں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو آپؒ واصل بحق ہو چکے تھے۔ آپؒ نے 55 برس عمر پائی۔ آپؒ کا مزار طاہران میں ہے۔ اپنے پسماندگان میں آپ نے ایک بیوہ اور بیٹیاں چھوڑیں۔

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ بیٹی کنواری، عمر 38 سال کے لئے دینی مزاج کے حامل خاندان سے رشتہ درکار ہے۔ دوسری شادی کے خواہشمند (جن کے بیوی بچے نہ ہوں) بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔ برائے رابطہ: 0321-4082836

☆ ڈسکہ شہر (سیالکوٹ) میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 24 سال، تعلیم بی کام، ذاتی کاروبار کے لیے دینی مزاج کی حامل باپردہ لڑکی اور بیٹی، عمر 26 سال کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0323-6436840

☆ راولپنڈی کے رہائشی رفیق تنظیم، عمر 60 سال کے لیے 45 تا 50 سال کی (ہمدرد) خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ بیوہ، مطلقہ، بانجھ خواتین بھی رابطہ کر سکتی ہیں۔ پہلی بیوی فوت ہو چکی ہیں۔

برائے رابطہ: 0300-5277245

0321-5101654

☆ بھارہ کہو اسلام آباد میں رہائش پذیر سردار فیملی (رفیق تنظیم) کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم ایف اے اور عالمہ کے لئے ہم پلہ دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0343-5804102

☆ بیٹی، کنواری عمر 36 سال، تعلیم بی اے الہدیٰ انٹرنیشنل سے دو سالہ کورس کے لئے دینی مزاج کے حامل نیک سیرت لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ دوسری شادی کے خواہشمند بھی (جن کے بیوی بچے نہ ہوں) رابطہ کر سکتے ہیں۔

برائے رابطہ: 0321-4462070

☆ آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات، قرآن فہمی کورس، صوم وصلوٰۃ اور شرعی پردے کی پابند، خلع یافتہ کے لئے دینی مزاج کے حامل پڑھے لکھے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0301-7551820

☆ آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم میٹرک، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0334-4014426

☆ آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم بی اے، قد 5.6 کے لئے دینی مزاج کے حامل پڑھے لکھے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0301-7551821

غلامیٔ نسواں، اسرائیل اور سیکولر میڈیا

طاہر آفاقی

اسرائیل میں حال ہی میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا ہے، جس کے باعث ملک کے عوام اور مذہبی اور سیکولر حلقوں میں شدید بے چینی اور ہلچل کی سی کیفیت پیدا ہوگئی۔ یہ واقعہ 8 فروری کے تقریباً تمام اخبارات میں رپورٹ ہوا ہے۔ خبر کے مطابق ''اسرائیلی وزیراعظم کی اہلیہ سارہ نیتن یاہو پارلیمنٹ کے افتتاحی اجلاس میں انتہائی قابل اعتراض لباس پہن کر شریک ہوئی۔ اس پر ملک بھر کے عوام، مذہبی اور سیکولر حلقوں نے سخت تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ایسا نامناسب لباس اہم سرکاری تقریبات میں پہن کر آنے کے لائق نہیں اور سارہ نے ایسا لباس پہن کر ہماری سخت توہین کی ہے۔''

اِس واقعہ سے حکومت کے ایوانوں میں اور پورے ملک میں ایک زلزلہ سا آ گیا ہے۔ سیکولر اور مذہبی حلقوں اور عوام میں اچانک اشتعال پیدا ہوگیا ہے۔ یہ اشتعال ہمارے لیے نہایت حیران کن ہے۔ اِس لیے کہ اِس سے سنگین تر واقعات اسرائیل میں آئے روز ہوتے ہیں، مگر یہودی اُن پر مہر بلب رہتے ہیں، لیکن اس ایک واقعہ پر وہ برانگیختہ ہوگئے ہیں۔ یہ سنگین واقعات بے لباسی اور بے حجابی سے متعلق نہیں بلکہ عورتوں کی عزتوں کی پامالی سے متعلق ہیں۔ اسرائیل میں آئے روز عورتوں کی عزتیں پامال ہوتی ہیں۔ دنیا بھر کے ممالک سے ہزاروں کی تعداد میں لڑکیوں کو اسمگل کر کے اسرائیل لایا جاتا ہے۔ اس دھندے میں بڑے بڑے نیٹ ورک ملوث ہیں۔ لڑکیوں کو خرید کر انھیں جنسی ہوس کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور بلیو فلمیں تیار کروا کر ساری دنیا میں سپلائی کی جاتی ہیں، تاکہ جس بھیانک جرم اور انسانیت کی تذلیل کے خنزیری خصلت کے دھندے میں اسرائیل خود ملوث ہیں، دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی اس کو فروغ حاصل ہو۔

اس سلسلہ میں اسرائیل میں عصمت فروشی پر مجبور کی گئی خواتین کی بہبود کے لیے کام کرنے والے ادارے ''مائیگرینٹ ورکرز ہاٹ'' کی جانب سے جاری ایک رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ اسرائیل اس وقت پوری دنیا میں خواتین کی اسمگلنگ اور ان کی خرید و فروخت میں مرکزی کردار ادا کر رہا ہے۔ دنیا بھر میں خواتین کی اسمگلنگ کے لئے اسرائیلی ایجنٹ موجود ہیں، جو خواتین کو ملازمت کا جھانسا دے کر آگے فروخت کر دیتے ہیں۔ روس اور وسطی ایشیا کی دیگر ریاستوں سے یورپ اور افریقہ سے وسطی ایشیا و یورپ اور امریکہ تک ملازمتوں کی فراہمی کے بہانے خواتین اِدھر سے اُدھر منتقل کی جاتی ہیں۔ یہ سارا دھندہ منظم نیٹ ورک کے ذریعے قانونی اور غیر قانونی دونوں ذرائع سے ہو رہا ہے۔ جنسی ہوس پوری کرنے کے بعد ان خواتین کو آگے فروخت کر دیا جاتا ہے یا ناکارہ ہونے کی وجہ سے قتل کر کے تیزاب میں جلا دیا جاتا ہے۔

نیو یارک ٹائمز کی ایک رپورٹ کے مطابق اسرائیل میں ہر سال دنیا بھر سے پچاس ہزار سے زائد خواتین اسمگل ہو کر لائی جاتی ہیں، جن میں نیپالی خواتین کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اسرائیل میں یہ نیٹ ورک اس حد تک وسیع ہو چکا ہے کہ سابق وزیراعظم ایریل شیرون کا ایک بیٹا اور اعلیٰ سطح کے کئی حکومتی اہلکار بھی اس شیطانی کھیل میں شامل ہیں۔ اسرائیل کے یہ نیٹ ورک صرف اسرائیل تک ہی محدود نہیں بلکہ دنیا بھر کے لوگوں کو یہ عیاشی کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ نیویارک ٹائمز کی اس رپورٹ میں ایسا حیرت انگیز انکشاف کیا گیا ہے کہ جس نے زمانہ غلامی کی یاد تازہ کر دی۔ رپورٹ کے مطابق یورپ میں اس وقت چالیس سے پچاس لاکھ ایسی خواتین موجود ہیں جنھیں اسمگل کر کے لایا گیا تھا۔ غیر سرکاری اداروں کے مطابق ایسی خواتین کی تعداد ساٹھ لاکھ سے زائد ہے۔ اقوام متحدہ کے بچوں سے متعلق ادارے یونیسیف کے مطابق ایشیا سے سالانہ تقریباً پانچ لاکھ خواتین اور بچے یورپی ممالک میں فروخت کیے جاتے ہیں۔ اس ادارے کے ڈائریکٹر کے مطابق پوری دنیا میں اسمگل ہونے والے بچوں اور خواتین کی نصف تعداد کا تعلق صرف ایشیا سے ہے۔

انہوں نے اس صورتِ حال کو جدید دور میں غلامی سے تعبیر کیا ہے، حالانکہ یہ غلامی سے کہیں بڑھ کر انسانیت کی تذلیل کا بدترین دھندا ہے۔ یہ غلامیٔ نسواں جمہوریت کے عالمی چیمپئن امریکہ میں انتہائی بدتر حالت میں ہے۔ نیویارک ٹائمز کے مطابق امریکہ میں ہر سال تین لاکھ سے زائد افراد اسمگل کر کے لائے جاتے ہیں، جن میں کم عمر لڑکیوں کی سب سے زیادہ تعداد ہوتی ہے۔ یہ لڑکیاں زندگی بھر کے لیے ایک ذلت کی دھندے میں جھونک دی جاتی ہیں۔

2011ء میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ کے مطابق اس سال سب سے زیادہ برما، کمبوڈیا، نیپال، فلپائن، چین، روس کی آزاد ریاستوں اور بھارت سے خواتین کو فروخت کے لیے امریکہ، یورپ اور اسرائیل جیسے ممالک میں لایا گیا۔ اس وقت دنیا کے 80 فیصد کلب اِن خواتین کی وجہ سے آباد ہیں، جہاں ہر پانچ سال کے بعد پرانی لڑکیوں کی جگہ نئی لڑکیوں کو رکھا جاتا ہے۔ خواتین کے حوالے سے یہ ہے امریکہ، یورپ اور اسرائیل کا مکروہ چہرہ۔ یہ ممالک دنیا میں نہ صرف بدکاری اور بے حیائی کو پروان چڑھا رہے ہیں بلکہ اس کے ذریعے اربوں ڈالر کا کاروبار بھی کر رہے ہیں۔

آج سیکولر میڈیا، اسرائیل کے مذہبی طبقے اور عوام اپنے وزیراعظم کی اہلیہ کے لباس پر چیخ اُٹھے ہیں۔ کیا وہ اِن لاکھوں لڑکیوں کو بھول گئے ہیں جن کو انہوں نے بدکاری کرنے کے لیے اپنے پاس محصور کر کے رکھا ہے اور اُن کی غیر اخلاقی فلموں کو دنیا بھر میں پھیلا رہے ہیں۔ یہی سیکولر میڈیا جو سارہ نیتن یاہو کے مختصر لباس کو اپنی توہین سمجھ رہا ہے، کل اسلام کے پاکیزہ ساتر لباس پر شور مچا رہا تھا۔ اس کی جانب سے ترکی کے صدر

عبداللہ گل کی اہلیہ پر تنقیدوں کے تیر صرف اس لیے برستے تھے کہ وہ حجاب استعمال کرتی تھیں۔ یہ میڈیا مصر کے صدر محمد مرسی کی زوجہ کے بارے میں شور مچا رہا تھا کہ اب مصری صدر کی اہلیہ بھی حجاب کریں گی؟ اور یوں وہ انتہا پسندی کی مرتکب ہوں گی؟

افسوس سیکولر میڈیا پر، صد افسوس یہودی مذہبی حلقوں کے دوہرے معیارات پر۔ اسلامی ستر و حجاب پر اعتراض کرنے والوں کو آج سارہ کی عریانیت چبھنے لگی ہے۔ کیا وہ اسلامی حجاب جو عورت کو تحفظ فراہم کرتا ہے، کی بجائے انسانیت کی تذلیل پر مبنی دھندے کے خلاف بھی آواز اُٹھائیں گے۔ کاش ہمارا So Called سیکولر میڈیا غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائے اور مغرب کی اندھی تقلید چھوڑ دے۔ ہمارے میڈیا کے کارپردازان صرف اس ایک ہی واقعے سے سیکھ لیں کہ خواتین کی مادر پدر آزادی اور ان کو بے حیائی کا سرٹیفکیٹ دینا ہرگز حقوق نسواں میں شامل نہیں ہے۔ ایسا سوچنے اور چاہنے والے اپنے معاشرے کا بھی انجام ویسا دیکھیں گے جیسا کہ مغرب میں جدید غلامی نسواں کی بدترین شکل میں ظاہر ہو رہا ہے کہ عورت کو آزادی کے دلفریب نعرے کے تحت قبائلی وحشی دور سے بھی بدتر بنایا جا رہا ہے اور معاشرے کو بے حیائی، بے حجابی کا دیمک چاٹ رہا ہے۔ اے کاش! ہم سمجھ جائیں کہ ابھی بہت دیر نہیں ہوئی۔ اے کاش!

✽✽✽✽✽

خصوصی رپورٹ

اقبال فورم انٹرنیشنل کے زیر اہتمام

"اسلام اور سیاسی قوت"

کے موضوع پر منعقدہ تقریب سے

صدر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر ابصار احمد کا خصوصی خطاب

رپورٹ: شاہد بخاری

24 جنوری کو اقبال فورم انٹرنیشنل کے زیر اہتمام فورم کی چیئرپرسن پروفیسر عطیہ سید صاحبہ کی زیر صدارت اُن کی رہائش گاہ واقع گلبرگ لاہور میں فکر اقبال کے حوالے سے ایک خصوصی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ نشست سے خطاب کے لئے پنجاب یونیورسٹی شعبۂ فلسفہ کے سابق چیئرمین، صدر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر ابصار احمد کو خصوصی طور پر دعوت دی گئی تھی۔ انہوں نے ''اسلام اور سیاسی قوت'' کے بارے میں نہایت بصیرت افروز گفتگو کی۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی گفتگو کے آغاز میں نہایت تفصیل سے مغربی مفکرین کے نظریات کا تجزیہ کیا اور بتایا کہ مذہب اور سیاسی نظام کی دوئی اور علیحدگی مغرب میں سولہویں صدی میں واقع ہونے والی تحریک تنویر (Enlightenment) کا شاخسانہ ہے۔ پھر انہوں نے اسلام کے بارے میں اہل مغرب کی مسخ کردہ تعبیر پیش کی کہ وہ کس طرح اسلام کو ایک خون خوار آمرانہ اور انسان دشمن فلسفۂ حیات بنا کر پیش کرتے ہیں۔ بعد ازاں انہوں نے اسلام کی اُس تعبیر کی طرف بھی اشارہ کیا جس کے تحت اغیار اسلام کو دو انتہاؤں میں تقسیم کر کے پیش کرتے ہیں۔ یعنی اسلام کا تصوف والا تصور جو امن آشتی اور رواداری کا پیغام دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں اسلامی فلسفۂ حیات جو (معاذ اللہ) خون آشام ہے خون خوارانہ طریقوں سے تمام دنیا میں حاکمیت قائم کرنا چاہتا ہے۔ موصوف نے اسلامی تاریخ سے اِن تمام باتوں کی تردید کرتے ہوئے اسلام کا معتدل، ہمہ گیر اور جامع نقطۂ نظر پیش کیا جو قرآن وسنت کی روشنی میں تمام بنی نوع انسان کے لئے قابل عمل بھی ہے اور سراسر خیر بھی اور جس میں انفرادی روحانی تسکین کا سامان اور اجتماعی نظم ونسق اور عدل وقسط دونوں موجود ہیں۔ تاریخی حقائق اور ٹھوس دلائل سے ڈاکٹر صاحب نے ثابت کیا کہ دین کو سیاست سے الگ رکھنا کسی طور بھی انسانوں کے فائدے میں نہیں۔ یہ سوچ بالکل غیر اسلامی ہے۔ علامہ اقبال نے اپنے کلام میں کھل کر اس کی مخالفت کی ہے۔ اسلام دنیا کے تمام انسانوں کے لئے چاہے ان کا تعلق کسی بھی مذہب، فرقے یا قومیت سے ہو، سراپا خیر و رحمت ہے، اور سیکولر ازم درحقیقت چنگیزیت کا دوسرا نام ہے۔ اقبال نے اپنے نظریہ سیاسی میں اسی بات کو اجاگر کیا ہے۔

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

ڈاکٹر صاحب نے علمی انداز میں تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ کوئی بھی حق کا علم اٹھانے والا دین (سوائے رہبانیت یا تیاگ کا فلسفہ ماننے والوں کے) سیاسی لازماً ہو جاتا ہے۔ اس کی چار سطحیں ہیں، پہلی دو میں کوئی بھی مذہب ہلکے انداز میں سیاسی جبکہ آخری دو سطحوں پر وہ گاڑھے انداز میں سیاسی ہو جاتا ہے، اور یہی اسلام کے ساتھ مختص ہیں، اگرچہ پہلی دو سطحوں سے بھی اسلام کا تعلق ہے۔

(1) اسے وقت کے سیاسی نظام اور اصل اقتدار سے کچھ نہ کچھ معاملہ کرنا پڑتا ہے

(2) مذہبی افراد کی کثیر تعداد اخلاقی بنیادوں پر غیر عادلانہ اور غیر منصفانہ و معاشی نظام کو چیلنج کرتی ہے۔ پُرامن احتجاج اس کے لئے مناسب اور جائز راستہ ہو سکتا ہے۔ اسلام اس سلسلے میں Violence اور انقلابی طریقے کی اجازت بھی دیتا ہے۔ ظالم حکمران کے خلاف ''خروج'' (کامیابی کی توقع کی شرط کے ساتھ) کی بھی اجازت ہے۔ اس Activism میں کرسچن لبریشن تھیالوجی کی طرح ہم اسلام کی لبریشن تھیالوجی کو نمایاں کر سکتے ہیں جس میں لوگوں کو جابر اور سفاک حکمرانوں کے ظلم سے آزاد کرایا

تنظیمی اطلاع

مقامی تنظیم چوکی کا قیام اور اُس میں غلام رسول وٹو کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ پنجاب شرقی نے منفرد اسرہ جات پھولنگر، اوکاڑہ اور چوکی پر مشتمل ایک نئی تنظیم کے قیام اور رفقاء کے مشورہ سے اُس میں جناب غلام رسول وٹو کے بطور امیر تقرر کی سفارش کی۔ امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 6 فروری 2013ء میں اس تجویز کو منظور کرتے ہوئے جناب غلام رسول وٹو کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

جاتا ہے۔

(3) اسلام کی رو سے سیاست دین کا جزو ہے اور دین کی تعلیمات اُس کا بھی احاطہ کرتی ہیں۔ فقہاء نے اسلامی حکومت وسیاست کی کلاسیکل تھیالوجی اور اس کے اصول وضوابط وضع کئے ہیں۔ اجتماعی نظم سے آگے اس سیاسی تگ وتاز کا ہدف خلافت کے اصول پر استوار ریاست اور حکومت کا نظام قائم کرنا ہے۔ انفرادی نیکی اور اصلاح کو بھی قوانین کے ذریعے پبلک سطح پر بالجبر نافذ کیا جاتا ہے۔ شریعت کے قوانین کے ذریعے ریاست اپنا اثر ونفوذ انفرادی زندگیوں تک پھیلاتی ہے۔

(4) اسلام کا آغاز بحیثیت امپیریل پاور مثالی ہے۔ کوئی اور مذہب شعوری طور پر ایمان اور سیاسی اقتدار کے مجموع کی شکل میں شروع نہیں کیا گیا۔ اگرچہ اہل اسلام نے لوگوں کو تلوار کے زور پر حلقہ بگوش اسلام نہیں کیا، تاہم فتوحات کے ذریعے نظام کو توحید اور اسلامی تعلیمات کے مطابق بنا کر عوام الناس کے لئے اسلام کی حقانیت کو پہچاننا آسان بنا دیا۔ یعنی اس کے مواقع فراہم کئے گئے۔ اسلامی فتوحات اور اس کی آفاقی مذہبی اپیل باہم مربوط ہیں۔ اور صوفیاء نے اس زمینی پھیلاؤ اور اثر ورسوخ میں پُر امن طریقے پر دعوت وتزکیہ کے ذریعے اہم رول ادا کیا۔ اسلامی حکومت کا مقصد دنیا میں اللہ کی حکمرانی یعنی اس کی شریعت کی حکمرانی کا نظام قائم کر کے پورے نظام حیات پر اظہار دین حق ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے برصغیر کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ یہاں پر بھی ہمارے مصلحین ومفکرین دو الگ الگ طریقوں پر کام کر رہے ہیں۔ ایک مکتب فکر میں جاوید احمد غامدی اور وحیدالدین خان جیسے حضرات شامل ہیں جو صرف رواداری اور پُر امن طریقے سے دعوت کا کام کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ اپنی سوچ اور طریق کار میں مخلص ہونے کے باوجود یہ لوگ بالواسطہ طور پر مغربی سیکولرازم کو تائید فراہم کرتے ہیں۔ ان کو Islam as private ethical faith کا علمبردار سمجھا جاسکتا ہے۔ دوسرے گروہ میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، ڈاکٹر فضل الرحمان، اور ڈاکٹر اسرار احمد جیسے حضرات شامل ہیں۔ یہ حضرات Empowered Islam کے حامی ہیں اور اللہ کی زمین پر اسلام کے سیاسی نظام کے قیام کے قائل ہیں۔ ان کے خیال میں اسی میں انسان کی فلاح مضمر ہے، اور اس کا قیام امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔ دنیا کے گلوبل ویلیج بن جانے سے خیالات ونظریات کا تبادلہ، مکالمہ اور بحث ومباحثہ نہایت آسان ہوگیا ہے۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ عالم اسلام کے مفکرین ومصلحین اس فریضہ کی انجام دہی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب کے فکر انگیز خطاب کے بعد پروفیسر عطیہ سید نے کلمات صدارت میں کہا کہ ڈاکٹر ابصار احمد ایک مستند فاضل اور ماہر استاد ہیں۔ انہوں نے حسب معمول اپنے مؤقف کی تائید میں عالمی تاریخی حقائق سے دلائل دیتے ہوئے بصیرت افروز معلومات بہم پہنچائیں، اور ہمارے علم میں اضافہ فرمایا۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ منفرد اسرہ عارفوالا کے ملتزم رفیق قاری محمد صدیق جو سیرتِ مطہرہ پر انجینئر مختار حسین فاروقی کا خطاب سننے کے بعد اپنے گھر واپس جا رہے تھے کہ روڈ ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہوگئے اور اُن کی بائیں ٹانگ دو جگہوں سے ٹوٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ قارئین ندائے خلافت سے بھی ان کی جلد از جلد صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے رفیق عبدالرزاق نیازی کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی کے ناظم تعلیم وتربیت کے معاون جمیل الرحمٰن عباسی کی خوشدامن صاحبہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

شمارہ مارچ (جمادی الاولیٰ)

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

اہم مضامین

☆ اَکلِ حلال کی اہمیت — ڈاکٹر اسرار احمدؒ

☆ قرآن میں 'رجال' کا مفہوم — حافظ محمد مشتاق ربانی

☆ امامت وخلافت: چند مباحث — مولانا محمد ادریس کاندھلوی

☆ جمہوریت یا نظامِ خلافت؟ — محمد احمد بلال

☆ ظرافت کی حقیقت — حافظ گوہر ایوب گوہر

☆ اولاد کے حقوق — بیگم ڈاکٹر عبدالخالق

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا "بیان القرآن"
سلسلہ وار ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 25 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 250 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

فون: 042-35869501-3، email:maktaba@tanzeem.org

تنظیمِ اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کا تعارفی کیمپ

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے امیر انجینئر نعمان اختر نے حلقہ کی دس تنا ظیم کو توسیع دعوت کے ضمن میں دو تعارفی کیمپ لگانے کی ذمہ داری سونپی۔ ایک کیمپ کی ذمہ داری مقامی تنظیم شاہ فیصل، لانڈھی، کورنگی شرقی، کورنگی غربی اور ڈیفنس کو دی گئی۔ دعوتی کیمپ کے لیے کورنگی شرقی نے میزبانی کی خواہش ظاہر کی، جسے قبول کیا گیا۔ مقامی امیر انوار علی نے خصوصی اجلاس میں مشاورت سے جگہ کا انتخاب کیا اور کورنگی نمبر 1/2 5 کے قریب رواج میرج ہال میں کیمپ لگانے پر اتفاق ہوا۔ پروگرام کے لئے نعمان نسیم کا بطور ناظم اور معاونین کے طور پر عبدالصمد الطاف اور سید تقویم احمد کا تقرر کیا گیا۔ مزید شعبہ جات کے ناظمین اور معاونین کا تقرر بھی عمل میں آیا اور پروگرام کی ایک چیک لسٹ تیاری کی گئی۔ دعوت کے لیے 2000 ہینڈ بلز اور 5 بڑے بینرز پرنٹ کروائے گئے۔ خصوصی پیغامات اور ملاقاتوں کے ذریعے رفقاء کو متحرک کیا گیا۔ دو دن پہلے نعمان نسیم (ناظم پرگرام) نے علاقہ کا معائنہ کیا، تا کہ پروگرام سے پہلے دعوتی سرگرمیاں منظم طریقے پر ہوسکیں۔ 5 فروری بروز منگل بوقت تین بجے میزبان تنظیم کے رفقاء جلسہ گاہ میں جمع ہوئے۔ چند رفقاء نے جلسہ گاہ کی طرف آنے والی روڈ پر ریلی کی صورت میں کھڑے ہو کر پلے کارڈز کی مدد سے پروگرام کی تشہیر کی۔ بقیہ چار تنا ظیم کے رفقاء بھی جن کو شام ساڑھے تین بجے بلایا گیا تھا اپنے وقت پر آ پہنچے۔ پروگرام کے آغاز میں کورنگی شرقی کے رفیق محمد وقاص نے دعوت کی اہمیت اور کورنگی غربی کے رفیق محمد سہیل نے دعوت کے آداب سے رفقاء کو آگاہ کیا۔ دعوتی سعی کے لئے 10 ٹیمیں تشکیل دی گئیں۔ پروگرام کے ناظم نعمان نسیم نے نقشہ کے ذریعے ٹیموں کو اُن کے علاقہ میں روانہ کیا۔ ٹیموں کے ارکان نے نمازِ عصر مختلف مساجد میں ادا کیں۔ نمازِ عصر کے بعد رفقاء نے گھر گھر جا کر عوام الناس میں تنظیمِ اسلامی کی دعوت پہنچائی۔ بعد نماز مغرب ناظم مکتبہ (حلقہ کراچی جنوبی) عبدالرزاق کوڈ اوی نے ”پیغامِ سیرت النبی ﷺ“ کے موضوع پر جامع خطاب فرمایا، جسے شرکاء نے نہایت توجہ کے ساتھ سنا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت تمام دشمن طاقتیں امت مسلمہ کو ختم کرنے اور اُسے تقسیم کرنے کے لئے متحد ہو چکیں ہیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ امت مسلمہ کے مسائل کا واحد حل یہ ہے کہ سیرت النبی ﷺ کو اپناتے ہوئے ہم اس مقصد کے لیے متحد ہو جائیں، جس کے لئے نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی تھی، یعنی اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم کرنا۔ ہمارا طریقہ کار بھی نبوی ﷺ منہج کے مطابق ہو، تنظیمی اساس بیعت مسنونہ پر ہو، اور دعوت کا محور و مرکز قرآن حکیم ہو۔ آخر میں اُنہوں نے شرکاء کے سامنے تنظیم اسلامی کا تعارف پیش کیا۔ میزبان تنظیم کورنگی شرقی کے امیر انوار علی نے قرآن مرکز زمان ٹاؤن میں ہونے والی تنظیمی سرگرمیوں سے بھی شرکاء کو آگاہ کیا۔ اس پروگرام میں 90 رفقاء اور 100 احباب نے شرکت کی۔ پروگرام کے بعد احباب نے سٹال سے بھی استفادہ کیا۔ پر فارمہ کے ذریعہ احباب کے نام، ایڈریس اور فون نمبر حاصل کیے گئے۔ پروگرام کا اختتام دعا پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ رفقاء کی اس سعی وجہد اور انفاق کو اپنی بارگاہ میں قبول و مقبول فرمائے۔ (آمین) (مرتب: سراج احمد خان)

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے تحت ویلنٹائن ڈے کے خلاف مہم

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے تحت 14 فروری کو منائے جانے والے ویلنٹائن ڈے کے خلاف ایک بھر پور مہم چلانے کا اہتمام کیا گیا۔ جس کے لیے ویلنٹائن ڈے سے قبل کا پورا ہفتہ مختص کیا گیا۔ امیر حلقہ کراچی جنوبی جناب انجینئر نعمان اختر نے پانچ مقامی تنا ظیم (قرآن اکیڈمی، ڈیفنس، کلفٹن، سوسائٹی اور بنوری ٹاؤن) کو مشترکہ طور پر اس مہم کے لیے منتخب کیا اور قرآن اکیڈمی تنظیم کے امیر شاہد رحمٰن صدیقی کو اس کا ناظم مقرر کیا۔ ویلنٹائن ڈے کے خلاف اس مہم کے لیے انتہائی مختصر وقت میں ایک مناسب تعداد میں خصوصی پلے کارڈز اور بینرز تیار کیے گئے۔ اس کے علاوہ اس منکر کے خلاف ایک خصوصی خط بھی مرتب کر کے ائمہ مساجد تک پہنچانے کا اہتمام کیا گیا، تا کہ وہ خطباتِ جمعہ کے ذریعہ سے اس منکر اور اس کی خباثتوں کو زیرِ بحث لا کر عوام الناس میں شعور کو اجاگر کر سکیں۔ ساتھ ہی ایک اور خط تمام T V چینلز کو انجمن خدام القرآن سندھ کے ذریعہ ارسال کیا گیا۔ مزید برآں جناب شجاع الدین شیخ کے 5 منٹ اور 18 منٹ کے دو ویڈیو لیکچرز بھی ریکارڈ کیے گئے، جنھیں قرآن اکیڈمی کی ویب سائٹ پر upload کرنے کے علاوہ نہ صرف سوشل میڈیا ویب سائٹس کے ذریعہ share کیا گیا بلکہ اس کے ساتھ انگریزی اور اردو زبان میں الگ الگ تحریریں مرتب کر کے ایک EmailMass ایجنسی کے ذریعہ مسلسل پانچ دن تک بڑی تعداد میں ای میلز ارسال کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف علاقوں میں سات عدد بل بورڈز بھی حاصل کر کے اُن پر ویلنٹائن ڈے کے خلاف پینا فلیکس آویزاں کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ جبکہ چار عدد ٹرک بھی کرائے پر حاصل کر کے اُن پر بھی پینا فلیکس آویزاں کیے گئے جو کہ پانچ دن تک ڈیفنس، کلفٹن اور سوسائٹی کے شاپنگ مالز اور کالجز سمیت مختلف علاقوں میں گشت کرتے رہے۔ ان تمام ذرائع کو بروئے کار لانے کے علاوہ تمام تنا ظیم کے تحت مختلف علاقوں میں احتجاجی مظاہروں اور ریلیز کا بھی اہتمام کیا گیا۔ اس سلسلہ کا پہلا پروگرام قرآن اکیڈمی تنظیم کے تحت کھڈہ مارکیٹ میں 9 فروری 2013ء بعد نمازِ عشاء منعقد کیا گیا۔ دوسرا پروگرام 10 فروری بعد نماز عصر کورنگی غربی تنظیم کے تحت کورنگی ڈھائی نمبر اور کورنگی کراسنگ کے مقام پر ریلی کی صورت میں منعقد کیا گیا۔ تیسرا پروگرام 11 فروری بعد نمازِ مغرب ڈیفنس تنظیم کے تحت خیابانِ جامی پر منعقد کیا گیا۔ چوتھا پروگرام 12 فروری بعد نمازِ عصر کلفٹن تنظیم کے تحت دو تلوار کلفٹن پر منعقد کیا گیا۔ پانچواں اور سب سے بڑا پروگرام 13 فروری بعد نمازِ مغرب چار مینار چورنگی، بہادر آباد میں منعقد کیا گیا، جس میں پانچوں تنا ظیم کے علاوہ شاہ فیصل تنظیم اور کورنگی تنظیم کے بھی کچھ رفقاء نے حصہ لیا۔ مغرب سے عشاء تک تمام رفقاء بہادر آباد چورنگی اور اس کے اطراف پر پلے کارڈز اور بینرز لے کر کھڑے رہے، جبکہ کچھ رفقاء راہ چلتے لوگوں اور گزرنے والی گاڑیوں میں پمفلٹس تقسیم کرتے رہے۔ اس دوران میں کارز میٹنگز کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں لوگوں کی کافی بڑی تعداد نے شرکت کی اور اس پروگرام کو نہ صرف سراہا بلکہ اس مہم میں اپنا حصہ ڈالنے کے لیے پمفلٹس اور بینرز کا بھی تقاضا کیا۔ نمازِ عشاء کے بعد تمام رفقاء بہادر آباد چورنگی سے بینرز اور پلے کارڈز لیے ایک ریلی کی شکل میں طارق روڈ کی جانب روانہ ہوئے اور ایک طویل فاصلہ طے کر کے لبرٹی چوک طارق روڈ پہنچے، جہاں کچھ دیر کھڑے رہنے کے بعد رات ساڑھے نو بجے دُعا پر اس ریلی کا اختتام ہوا۔ اس سلسلہ کا آخری پروگرام کلفٹن تنظیم کے تحت 14 فروری کو Dolmen Mall سی ویو پر منعقد ہوا۔ ان تمام پروگراموں میں رفقاء کی ایک بڑی تعداد نے حصہ لیا، جبکہ عوام الناس کی بھی ایک بڑی تعداد کی طرف سے مجموعی طور پر اس پروگرام کو نہایت سراہا گیا۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہماری ان کاوشوں میں خلوص عطا فرمائے اور اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین (مرتب: زبیر اقبال)

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I`II`III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط وکتابت کورسز
قرآن اکیڈمی 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 35869501-3
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

others and all the citizens should have equal opportunities in all sphere of life. All should be equal and treated as the equal creatures of Allah. 65 long years passed but the nation remained longing for the desired targets which are showing no signs of realization. The nation has lost all hopes and they are heading towards a deep darkness of despair and despondency. According to Mirza Munawwar (late) " Che Darad Saaee Ma Soode Na Me Yabaim Maqsoode—Cho Barg wa Khas Bayawurdaim Shakhe Ashiyan Gum Shud. Khunak Roze Buwad Yabaim Agar KHIZRE HIDAYAT Ra—Ke Rahware Yaqeene Ma Ba Sahraye Guman Gum Shud". Politics is the home-game of the class comprising the Feudal Lords, the Khans, the Chaudhries, the Wadheras, the Sardars, the Makhdooms, the Industrialist, the Capitalist and above all the smugglers and the extortionists and those having black money deposited in the foreign banks. The status que continued. The voter class is having the same misfortune putting all his physical might in making two ends meal but still deprived of all basic requirements. His children have no education, health and recreation facilities. It constitutes a nursery wherefrom the coming crop of Khadims will be available for the Khidamat of the coming Makhdooms, the siblings of the present masters. The coming generation of the present class of the exploited will be having the same fate as their fathers of today have. This is the next crop of the walking corpses with no future but will be having votes to continue the vicious circle. It is by dint of the votes of this class that the assembly seats of the feudal lords and the ruling class are safely reserved. They have the proprietor right to rule the walking corpses no matter how much fair and free election are held. On the election day what we commonly observe is that this unfortunate conglomeration of people is boarded on the tractor trolley or in the Gaddah Gari for the polling station where these 'voters' will invariably stamp like a robot on the name and symbol of the master and will return home in the evening, thus giving the neck of the nation in the hands of the master for another term of 5 years. On the polling station, the voters will be served with rice from the Deg that is the special gift from the master on that particular day. This is the story of the society where more than 50% of the masses are living below the line of poverty. What to speak of poverty line people have been forced to live even below the line of humanity.

This is the system we have borrowed for us and all and sundry are all praise for the system which has never been able to ameliorate the human society from the agonies it has been facing in the daily life. People from every sphere of life have been pleading that the system of votes will help them solve their problems. Even the religious leaders are being beckoned astray by the man-made system of the musical chair of the feudal lords. It is the game of the few dynastical bigwigs with which they are able to run the show of their hegemony making the majority as their hostage. The game has been made more palatable and digestible with the beautiful words of free, fair and independent elections. The system carries the very filth in its roots and structure. It is a base way which has helped the exploitative elements to further strengthen their arm for complete domineering the masses of the society and to clinch all the power through the use of their illegal resources. It gives this class a license of playing all types of fouls once they reach the seats in the assemblies. Think a little the system has equated a thief, a dacoit, a gambler, a half-mad person and an illiterate individual to a highly learned, knowledgeable man of high integrity and credence. The society is fully abound in such people who are tools in the hands of the ruling dynasties in Pakistan. Their children are scavengers and are seen usually collecting the garbage in front of the houses of the lords.

(To be Continued)

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

دینی وعصری علوم کی منفرد دانش گاہ

کُلّیۃُ القرآن

(قرآن کالج)

(وفاق المدارس سے الحاق شدہ)

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

علمِ دین اور فکرِ حاضر کے حسین امتزاج کی ایک منفرد کوشش

بورڈ/یونیورسٹی کی تعلیم کے ساتھ درسِ نظامی کا مکمل نصاب

قیام وطعام کی سہولت موجود ہے

خصوصیات

- ☆ تجربہ کار، اعلیٰ تعلیم یافتہ مدرسین
- ☆ قرآنی موضوعات پر خصوصی فکری وعملی رہنمائی
- ☆ تعلیم وتربیت کا بہترین انتظام
- ☆ طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے بہترین مواقع
- ☆ علوم اسلامیہ کے ساتھ جدید علوم یعنی درس نظامی مع میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے
- ☆ اسباق وفاق المدارس العربیہ اور لاہور بورڈ کے نصاب کے مطابق
- ☆ خوبصورت عمارت اور کلاس رومز
- ☆ کمپیوٹر لیب ☆ بہترین اور مکمل لائبریری
- ☆ کانفرنس اور مذاکرہ ہال
- ☆ اسلامی اخلاقیات کی مکمل پابندی
- ☆ رہائش کے لیے بہترین ہوادار اور روشن کمرے
- ☆ خوراک حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق
- ☆ طلبہ کی تدریسی ضروریات پوری کرنے میں معاونت
- ☆ وقت کا مؤثر استعمال
- ☆ مواقع تفریح کی فراہمی

نشستیں محدود ہیں!

مڈل کے امتحان کے نتائج کے منتظر طلبہ بھی درخواست جمع کرا سکتے ہیں

مقامی ودیگر شہروں کے طلبہ کے لیے

درجہ اولیٰ وثانیہ (میٹرک) اور ثالثہ میں نئے تعلیمی سال کے داخلے جاری ہیں

آغاز داخلہ: 15 مارچ

انٹرویو: 26 مارچ

معلومات داخلہ

- ☆ نئے سال کے لیے خواہش مند طلبہ کلیۃ القرآن آفس سے داخلہ فارم اور انٹری ٹیسٹ کے لیے سلیبس وصول کر سکتے ہیں۔
- ☆ داخلہ فارم کے لیے انٹری ٹیسٹ اور انٹرویو پاس کرنا لازمی ہے۔
- ☆ مزید معلومات کے لیے ناظم اعلیٰ کلیۃ القرآن یا نائب ناظم سے رابطہ کریں!
- ☆ امسال شوال میں داخلے نہیں ہوں گے۔

شرائط داخلہ

- ☆ درجہ اولیٰ کے لیے متوسطہ یا مڈل پاس، ثانیہ کے لیے نہم اور اولیٰ پاس اور ثالثہ کے لیے وفاق المدارس سے عامّہ اور بورڈ سے میٹرک پاس ہونا لازمی ہے۔
- ☆ دیگر تعلیمی اداروں سے کم از کم مڈل
- ☆ اپنے علاقے کے عالم دین سے یا سابقہ مدرسہ سے تصدیق نامہ
- ☆ سرپرست کی طرف سے ضمانت نامہ
- ☆ ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیابی

برائے رابطہ

ناظم اعلیٰ **کُلّیۃ القرآن** (قرآن کالج)

191۔ اتاترک بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور

فون: 35833637-35860024(042)

پرنسپل: طارق مسعود 0321-4506196

ذیلی دفتر: **قرآن اکیڈمی**

K-36 ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ فون: 3-35869501(042)

فیکس: 35834000(042)، ای میل: irts@tanzeem.org

Muhammad Faheem

The Walking Corpses and Their Votes

To the open eye they seem just human beings, yet deprived of their genuine place in the social fabric. These comprise the mass population of the Pakistani citizenry and are graded as second grade human beings, not because they are deficient in some of the human organs or are deficient in the human faculties and intellect but because they are the people most exploited by the humans of their like. These are the peasants, the laborers, the potters, the workers, the cultivators, the industrial labors, the daily waged workers, the menials, the porters, the common men of white collars, the dispossessed ones, the have-nots of the society, the educated but less fortunate to have luxurious living and all others falling under this category of human beings. These are the people whose blood and sweat are providing the fuel to run the industrial empires and tile the crop fields of the lesser gods called the Feudal lords and the Industrial icons of the Pakistani exploitative society. It is here when Hazrat Allama Iqbal had said, *Khwaja az khoone rage Mazdoor sazad lal wa Nab Az jifae Deh Khudayan Kishte Dehqanan Kharab! INQILAB-O-INQILAB* . It is the mass conglomeration of the human beings whose body bones provide fuel to the fire kiln of the exploitative jugglers called politicians. These are the walking corpses, the corpses having votes as well. This class of lesser human beings is a necessary imperative in this cruel setup, to provide strength and energy, through their vote casting, to the political life of the domineering class to sustain their political hegemony over the masses and to engulf the national resources and the public exchequer. This is a class of servile human beings who have been indoctrinated to believe that they have been born with a sole purpose of serving the interest of these dummy gods, the upholders of the exploitative system, kept continued with the good name of democracy. They have been made to believe that serving these lesser gods is their moral and human obligation since Allah has created them so, and they have to remain contented with what has been their fortune. They have been told that it is what has been in store for them and they have to remain contented with whatever they have been allowed to possess. They have been made to believe that this is a God-given system and they have to fit themselves under the clutches of exploitation and devours. *You are little human beings but for the serfdom of the bigger human beings* . This description about Pakistan, a country populated with more than 98% of those who confess Kalma Tayyeba and believe in Allah and the Resurrection Day. They believe that every human being is born free and every one is the sole servant of the Almighty Allah and no one else. They believe that the country was achieved with the clear objective of enabling everyone to get his rightful position in the society. It was created in the name of Allah with a promise that poverty, ignorance, caprice, exploitation of all types and other social menaces should come to a halt and they should have no chance of flourishing here. No human should have a chance of enslaving